Volume III
No. 35

SP III-35-76 (E)
250

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, May 3, 1976

CONTENTS

PAGES

Message from the National Assembly Re : Adoption of the Pakistan Army (Amendment) Bill, 1976—*Read out* 417
Message from the National Assembly Re : Adoption of the Travel Agencies Bill, 1976—*Read out* 417
Standing Committee Report Re : The Provincial Service Tribunals (Extension of Provisions of the Constitution) (Amendment) Bill, 1976—*Presented* 418
Standing Committee Report Re : The National Guards (Amendment) Bill, 1976—*Presented* 418
Leave of Absence 419
The Drugs Bill, 1975—*Con ideration motion adopted* 419

PRINTED AT THE DOGARSONS ART PRINTERS, 17—URDU BAZAR, LAHORE
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI
Price : Paisa 50

SENATE DEBATE

SENATE OF PAKISTAN

Monday, May 3, 1976

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at five of the clock in the evening, Mr. Presiding Officer (Mr. Ahmad Waheed Akhtar) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

Mr. Presiding Officer : There are two messages from the National Assembly, addressed to the Secretary, Senate Secretariat.

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY *RE* : ADOPTION OF THE PAKISTAN ARMY (AMENDMENT) BILL, 1976

Mr. Presiding Officer : The one message is :

> "In pursuance of rule 109 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1973, I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Pakistan Army (Amendment) Bill, 1976 on the 30th April, 1976. A copy of the Bill is transmitted herewith."

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY *RE* : ADOPTION OF THE TRAVEL AGENCIES BILL, 1976

Mr. Presiding Officer : The other one is :

> "In pursuance of rule 109 of the Rules of procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1973, I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Travel Agencies Bill, 1976 on the 30th April, 1976. A copy of the Bill is transmitted herewith."

[Mr. Presiding Officer]

Now, Item No. 2. Mr. Masud Ahmad Khan has to present the report of the Standing Committee.

STANDING COMMITTEE REPORT *RE*: THE PROVINCIAL SERVICE TRIBUNALS (EXTENSION OF PROVISIONS OF THE CONSTITUTION) (AMENDMENT) BILL, 1976

Mr. Masud Ahmad Khan: Mr. Chairman, Sir, I present in this august House the report of the Standing on the Bill to amend the Provincial Service Tribunals (Extension of Provisions of the Constitution) Act, 1974 [The Provincial Service Tribunals (Extension of Provisions of the Constitution) (Amendment) Bill, 1976].

Mr. Presiding Officer: The report stands presented. Next item is No. 3. Mr. Mohammad Sulleman M. Samejo !

Mr. Ghulam Rasool A. Siddiqui: On behalf of Mr. Mohammad Sulleman M. Samejo...

جناب صدارت کنندہ آفیسر: سمیجو صاحب نے صدیقی صاحب کو authorise کیا ہوا ہے ۔

Mr. Ghulam Rasool A. Siddiqui: I present the report of the Standing Committee...

خواجہ محمد صفدر: سمیجو صاحب نے صدیقی صاحب کو authorise کیا ہوا ہے ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر: خواجہ صاحب آپ وہاں سے تو نہیں بول سکتے ۔ اصل میں کمیٹی نے صدیقی صاحب کو authorise کیا ہوا ہے ۔

Khawaja Mohammad Safdar: I am very sorry.

Mr. Presiding Officer: As I am told on behalf of Mr. Mohammad Sulleman he is to present the report of the Standing Committee. Yes, Mr. Siddiqui !

STANDING COMMITTEE REPORT *RE*: THE NATIONAL GUARDS (AMENDMENT) BILL, 1976

Mr. Ghulam Rasool A. Siddiqui: On behalf of Mr. Samejo, I present the report of the Standing Committee on the Bill further to amend the National Guards Act, 1973 [The National Guards (Amendment) Bill, 1976].

Mr. Presiding Officer: The report of the Standing Committee stands presented. Next Item No. 4.

STANDING COMMITTEE REPORT *RE*: THE COMPULSORY SERVICE IN THE ARMED FORCES (AMENDMENT) BILL, 1976

Mr. Ghulam Rasool A. Siddiqui : As authorised by Mr. Mohammad Sulleman M. Samejo, on his behalf I present the report of the Standing Committee on the Bill to amend the Compulsory Service in the Armed Forces Ordinance, 1971 [The Compulsory Service in the Armed Forces (Amendment) Bill, 1976].

Mr. Presiding Officer : The report of the Standing Committee stands presented.

LEAVE OF ABSENCE

جناب صدارت کنندہ آفیسر : یہ قاضی فیض الحق صاحب کی چھٹی کی درخواست ہے جو کہ کھوسو صاحب نے تحریر کی ہے ۔

"I have been asked by Senator Qazi Faizul Haque on the phone to request on his behalf..."

(*PAUSE*)

جناب صدارت کنندہ آفیسر : کھوسو صاحب رولز کی پروپژن کچھ ایسی ہے کہ آپ کو verbally یہ موو کرنا پڑے گا ۔

Mr. Afzal Khan Khoso : Yes, Sir. I have been asked by Qazi Sahib to move this application and request this august House to grant him leave for...

Mr. Presiding Officer : For how many days ?

Mr. Afzal Khan Khoso : For two days, 3rd and 4th May.

Mr. Presiding Officer : Is the House prepared to grant leave to Qazi Faizul Haque ?

(*The leave was granted*)

Mr. Presiding Officer : Leave is granted. Now, item No. 5, Ch. Jehangir Ali !

THE DRUGS BILL, 1976

Ch. Jahangir Ali (Minister of State for Health and Population Planning) : Mr. Chairman, Sir, I beg to move :

> "That the Bill to regulate the import, export, manufacture, storage, distribution and sale of drugs [The Drugs Bill, 1976], as reported by the Standing Committee, be taken into consi-

[Ch. Jahangir Ali]

deration at once."

Mr. Presiding Officer : The motion moved is :

"That the Bill to regulate the import, export, manufacture, storage, distribution and sale of drugs [The Drugs Bill, 1976], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

Khawaja Mohammad Safdar and Maulana Shah Ahmad Noorani : Opposed.

چوہدری جہانگیر علی (وزیر مملکت برائے صحت و آبادیاتی منصوبہ بندی) :

جناب چیئر مین ! دوائیوں کی درآمد ، برآمد ، تیاری ، دوا سازی ، اسے ذخیرہ کرنے اور اسے فروخت کرنے کے طریقہ کار کو باقاعدہ ریگولیٹ کرنے کے لیے چالیس سال سے ایک قانون اس ملک میں نافذ تھا ۔ حالات تبدیل ہوتے رہے مگر قانون کے اندر اتنی ترمیم نہ ہو سکی کہ اس معاملے میں جو بدعنوانیاں ملک میں رائج ہیں ان کا قلع قمع کیا جا سکے ۔ گزشتہ دنوں غیر معیاری دوائیوں کی بازار میں بھرمار کی وجہ سے پبلک کو جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ۔ حکومت کو ہسپتالوں میں جو دقتیں پیش آئیں ۔ مریضوں کو جن مشکلات سے گزرنا پڑا ان کا احساس کرتے ہوئے ہم نے ڈرگ آرڈیننس ۱۹۷۶ء نافذ کیا اور اس ڈرگ آرڈیننس ۱۹۷۶ء کو نیشنل اسمبلی نے جناب چیئر مین ! ایک بل کی صورت میں پاس کیا اور وہ بل جس کو نیشنل اسمبلی نے پاس کیا ہے آج اس فاضل ہاؤس کے سامنے پاس ہونے کے لیے پیش ہو رہا ہے ۔ جناب والا ! ملک میں یہ حالت تھی کہ ایک دوا فروش کے پاس سے اگر کوئی دوائی خریدنے جاتا تھا تو دوا فروش کو اصل دوائی پر ایک روپیہ کمشن ملتا تھا ۔ اگر وہ دس روپے کی دوائی بیچتا تھا مگر جعلی دوا ساز دس روپے کی دوائی کی شیشی بیچنے پر دوا فروش کو چھ روپے کمیشن دیتا تھا ۔ اس لیے بد عنوان قسم کے ادارے بد عنوان قسم کی کمپنیاں اور بد عنوان قسم کے دوا فروشوں نے ایک گھناؤنا قسم کا کاروبار ملک میں شروع کیا ہوا تھا ۔ جناب چیئر مین ! ایک شخص کا بچہ بیمار ہے ۔ کسی شخص کا باپ بیمار ہے ۔ کسی کی بیوی بیمار ہے ۔ جب وہ علاج کے لیے دوائی فروش سے دوائی خریدنے کے لیے جاتے ہیں ۔ تو وہ انسانی قدروں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یہ نہیں سوچے گا کہ کسی کا عزیز میری دی ہوئی دوائی سے بچ

جائے گا اس نے یہ سوچنا شروع کر دینا تھا کہ مجھے ایک روپیہ کمانا چاہئے یا مجھے چھ روپے کمانے چاہئیں دس روپے کی دوائی فروخت کرنے پر۔ اس طرح سے جناب والا ! یہ غیر معیاری دوائیوں کا کاروبار ملک میں فروغ پایا۔ ہم نے اس قسم کی بدعنوانیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے یہ قانون ملک کو دیا ہے اس نئے قانون جس میں قومی اسمبلی میں چند بہت قیمتی ترامیم کی گئی ہیں، پاس ہونے کے لیے آج اس ہاؤس میں پیش کیا ہے۔

جناب والا ! ہم نے سب سے پہلے دواساز اداروں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم نے یہ قانون نافذ کیا ہے۔ اس بل کی رو سے کوئی ادارہ اس وقت تک اس ملک میں دوا سازی نہیں کرے گا جب تک کہ اس کے پاس دوا سازی کا لائسنس نہ ہوگا، دوا سازی کا لائسنس دینے کے لیے ہم نے ایک لائسنسنگ بورڈ تشکیل دیا ہے۔ جس میں مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے ذمہ دار افراد کو ممبر کے طور پر رکھا گیا ہے جناب والا ! جو دوا ساز ادارہ لائسنس کے لیے درخواست دے گا اس کے لیے یہ لازم ہوگا کہ وہ اپنے کارخانے میں اس قسم کا ماحول پیدا کرے۔ اس قسم کی سہولیات فراہم کرے جس سے کہ اچھی اور معیاری دوا سازی ہو سکے۔ یہ ہمارا لائسنسنگ بورڈ ان دوا ساز اداروں کے premises کا معائنہ کرتا ہے اور معائنہ کرنے کے بعد یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس کے پاس technical know how ہے یا نہیں ہے اس کے پاس healthy اور hygienic conditions دواخانے میں موجود ہیں یا نہیں ہیں۔ اس کے پاس latest machinery موجود ہے یا نہیں ہے اس کے پاس تجربہ گاہ اس کے پاس تجزیہ گاہ فارمسٹس اس کے پاس ماہر دوا ساز کی سہولیات موجود ہیں یا نہیں جب تک یہ تمام سہولیات ہماری تسلی کے مطابق وہ فراہم نہیں کرے گا جناب چیئرمین ! ہم اس کو آسانی سے لائسنس نہیں دیں گے۔ یہ تمام شرائط وہ ایک عہد نامے کی صورت میں لکھ کر پیش کرے گا کہ میں یہ تمام شرائط پوری کرتا ہوں۔ اس لیے مجھے دوا سازی کا لائسنس دیا جائے۔

جناب چیئرمین ! ہمارے بورڈ کے ممبروں نے بہت سارے درخواست گزار کارخانہ داروں کے کارخانوں کا معائنہ کیا ہے اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ بڑی بڑی غیر ملکی دوا ساز کمپنیاں بھی جو کہ سال ہا سال سے اس ملک میں

[Ch. Jahangir Ali]

دوا سازی کا کاروبار کر رہی تھیں ان کی premises کو بھی اس قابل نہیں پایا کہ ان کو دوا سازی کا لائسنس دیا جائے ۔ لہذا بڑے اور چھوٹے دوا ساز اداروں کو مہلت دی گئی ہے کہ وہ حالات درست کریں اور اپنے کارخانوں کو upto date machinery کے ساتھ اور technical know how کے ساتھ لیس کریں اور اس کے بعد جب وہ ہماری شرائط پوری کریں گے تو ان کو دوا سازی کا لائسنس دیا جائے گا ۔ جناب چیئرمین ! آپ یہ سن کر مطمئن ہوں گے کہ غیر ملکی بڑے بڑے دوا ساز اداروں نے لاکھوں ڈالر اور لاکھوں پونڈ انوسٹ کرنے کے لیے پاکستان کے اندر latest machinery اور دوا سازی کے latest Plant درآمد کرنا شروع کر دیئے ہیں اور وہ اپنے کارخانوں کی صورت حال کو بہتر بنا رہے ہیں ۔ تاکہ وہ ہمارے معیار پر پورے اتر سکیں اور ہم ان کو دوا سازی کا لائسنس دے سکیں اور جہاں تک دوا سازی کا تعلق ہے کچھ دوائیں ایسی ہوں گی جو کہ درآمد کی جائیں گی اور اگر کوئی دوا ساز کمپنی جو کسی بیرون ملک قائم ہے اور وہ ہمارے ملک کے اندر بھی دوائیں بنانا چاہتی ہے تو اس کے اوپر یہ شرط لازم ہوگی کہ اس کمپنی کا parent office یا head office جہاں قائم ہے وہ اس قسم کا سرٹیفکیٹ اس ملک کی حکومت سے حاصل کرکے ہمیں پیش کرے گی کہ یہ دوا parent کمپنی یا اس کمپنی کا head office جو ہے اپنے Country of origin manufacture کر رہا ہے پھر وہاں کی حکومت یہ سرٹیفکیٹ بھی اس دوا ساز کمپنی کو دے گی کہ ان کی یہ دوائی ہمارے ملک میں رائج ہے اور بڑے تسلی بخش طور پر استعمال کی جا رہی ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ پاکستان میں جو چھوٹے دوا ساز ادارے ہیں ان کی دوا سازی کو ہم eliminate کرنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم ان کی حوصلہ افزائی کر رہے میں کہ اس قسم کی دوائیں جو ان کے سازو سامان کے مطابق اور جو ان کی فیکٹریوں اور لیبارٹریوں کے مطابق ہیں ان کو تیار کر سکیں اور ہم ان ملکی اداروں کو بھی لائسنس دے رہے ہیں اور معمولی دوائیاں تیار کرنے میں ہم ملکی کمپنیوں کی خاص طور پر حوصلہ افزائی کر رہے ہیں لیکن ہم نے یہ بات ان پر واضع کر دی ہے کہ جس حد تک آپ ہمارے معیار پر اتر سکیں اس حد تک آپ دوا سازی کرنے کی کوشش کریں اور اپنی حدود سے

بڑھ کر دوا سازی کرنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ وہ دوا سازی معیاری دوا سازی نہیں ہوگی جناب والا ! دوا سازی کے بعد امپورٹ کے لیے میں نے گزارش کی ہے کہ صرف ایسی دوائیاں جو معیاری ہیں ان کو ملک کے اندر درآمد کرنے اور مارکیٹ میں فروخت کرنے کی اجازت دی جائے گی غیر معیاری دوائیوں کو ملک کے اندر آنے کی اجازت نہیں دی جائے گی تو جو کوئی ادارہ یا کوئی فرم کوئی دوائی ملک کے اندر درآمد کرنا چاہے گی تو وہ ادارہ اس دوائی کا sample اور particular اس کی دوا سازی کا طریقہ اس کے effects اور counter effects کے effects اور پھر ان کا جو ہے وہ تمام مواد فراہم کرے گا اور پھر اس sample یا نمونے کو اپنی تجربہ گاہوں کے اندر معائنہ کرکے دیکھیں گے اور اگر وہ دوائی معیاری ہوئی تو اس صورت میں ہم لوگوں کو درآمد کرنے کی اجازت دیں گے اور غیر معیاری دواؤں کو برآمد کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

جناب والا ! دوسرا مرحلہ دوا فروشی کا ہوگا تو دوا فروشی کے متعلق میں گزارش کرنا چاہتا ہوں جناب والا ! دوسرا مرحلہ دوا سازی کے لیے ڈرگ register کرانے کا ہوگا اگر کوئی ادارہ کوئی دوائی تیار کرنا چاہے گا یا اس کو manufacture کرنا چاہے گا تو حکومت کو اسکا ایک نمونہ بھیجے گا اسکا ایک sample بھیجے گا اور اس کے اجزائے ترکیبی اس کے بنانے کا طریقہ ، اس کا فارمولا ، اس کی prescription کا human beings کے اوپر اس کے اثرات اور اس کے counter effects کو meet کرانے کے لیے جو طریقہ علاج ہوگا یا جو دوائیاں ہونگی یا جو ڈرگ ہونگی وہ سب کی سب لکھ کر بھیجے گا اور جب ہم انکے معیار کو پرکھ لیں گے اور ہم یہ دیکھ لیں گے کہ یہ ادارہ اس قابل ہے کہ اسکو لائسنس دے دیا جائے اور اس کی یہ ڈرگ یا دوائی معیاری دوائی ہے تو اس صورت میں ہم اسکو رجسٹر کرینگے اور جو ادارہ جتنی دوائیاں بنا سکے گا اتنی دوائیاں وہ حکومت کے پاس رجسٹر کرانے کے لیے دے چکا ہوگا اور جتنی دوائیاں وہ رجسٹر کرا چکا ہے اس سے زیادہ دوائیاں اس کو بنانے کی اجازت نہیں ہوگی اور ہر ایک دوائی کو بتانے کے لیے ہر دوائی کو رجسٹر کرانا ہوگا اس لیے ہر ایک دوائی کی رجسٹریشن کرانے کے لیے اس کو الگ الگ درخواست ہائے رجسٹریشن دینا ہوگی اور اس کے لیے

[Ch. Jahangir Ali]

جناب والا ! ہم نے ڈرگ بورڈ قائم کیا ہے جس میں ماہر دوا سازاں اور ماہر فارماسوٹسٹس کی خدمات حاصل کی گئی ہیں اور ہمارا یہ Drug Board ان کی دوائیوں کا تجزیہ کرنے کے بعد ان کی رجسٹریشن کا بندوبست کر رہا ہے اور اس ملک میں اس وقت ڈرگ رجسٹریشن کا کام شروع ہوچکا ہے -

جناب والا ! اس کے بعد دوا فروش کا مرحلہ ہوگا اور دوا فروشی کا وہ مرحلہ ہے جنکو کنٹرول کرنے کے لیے ہمیں کچھ سخت اقدامات کرنے پڑیں گے کیوں کہ گذشتہ دنوں اس ملک میں جو غیر صحت مند قسم کے حالات پیدا ہوئے ان میں زیادہ دخل بدعنوان قسم کے دوا فروشوں کا تھا - جناب والا ! دوا فروش کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ دوا فروشی حکومت سے دوا فروشی کا لائیسنس حاصل کرے اور دوا فروشی کا لائیسنس حاصل کیے بغیر کوئی شخص دوا فروشی نہیں کرسکے گا اور نہ کوئی شخص دوائیاں سٹور کرسکے گا اور جو کوئی شخص دوا فروشی کا لائیسنس جاصل کرنا چاہے گا اس کو اپنی دوکان اسکو اپنا اسٹور اور اس کو اپنا premises اس طرح بنانا پڑیگا کہ وہ ہماری شرائط کی پابندی کرسکے جناب والا ! اگر کوئی دوائی ایسی ہے جس کو ڈارک روم میں رکھنا ہے تو ضروری ہے کہ اس کے پاس ڈارک روم بھی ہو اور اگر کوئی دوائی ایسی ہے کہ اسکو ٹھنڈی جگہ رکھنا ہے تو اس کے پاس ٹھنڈی الماری یا refrigeration کا بھی بندوبست ہو یہ بھی دوا فروشی کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ کسی ایسے ادارے کی بنائی ہوئی دوائی فروخت نہ کرے جسکے پاس دوا سازی کا لائیسنس نہ ہو اور وہ ایسی کوئی دوائی فروخت نہیں کرسکے گا جو دوائی حکومت کے پاس رجسٹرڈ نہ ہو -

جناب چیئر مین ! دوا فروشی کے لیے یہ بھی ضروری ہوگا کہ جس دوا فروش ادارے کی یا جس فرم کی دوائی لیکر وہ فروخت کرے اس دوا ساز ادارہ کے supplier کا ضمانت نامہ یا اسکی وارنٹی یا اسکی گارنٹی اس دوا فروش کے پاس موجود ہوگی اور وہ دوا ساز ادارہ یہ لکھ کر دے گا کہ میں نے آج ۳۵ دوائیاں فلاں فلاں batch number کی جو ہماری فیکٹری کی manufacture کی ہوئی ہیں اور جو اعلیٰ معیار کی ہے اس دوا فروش کو فروخت کے لیے دے رہا ہوں اور اگر ان میں کسی قسم کا نقص پایا گیا تو میں اس کا ذمےدار ہوں گا اور اگر کوئی دوا فروش اس قسم کی وارنٹی کے بغیر اس ملک میں آئندہ اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد دوا

فروشی نہیں کرسکے گا اور اس گارنٹی کے بغیر اگر اس نے دوا فروشی کی تو اسکا محاسبہ کیا جائیگا اور اسکو قانون کے مطابق سزا دی جائیگی ۔

جناب چیئر مین ! پہلے ان بدعنوانیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے حکومت نے انتہائی کوشش کی مگر ہمیں یہ افسوس ہے اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جو implementation agencies تھیں وہ فیڈرل گورنمنٹ کے معیار پر پوری نہیں اترسکیں جناب والا ! پہلے ڈرگ انسپکٹروں کی تعداد بھی تھوڑی تھی ڈرگ لیبارٹریوں کی تعداد بھی تھوڑی تھی اور ہم نے نئے قانون میں نہ صرف یہ کہ صوبائی حکومتوں کو ڈرگ انسپکٹر رکھنے کی ہدایت کی ہے بلکہ انکی تعداد بڑھانے کی ہدایت کی ہے اور مرکزی حکومت نے خود اپنے ڈرگ انسپکٹر رکھے ہیں اور Licencing Board کے ممبران ڈرگ بورڈ کے ممبران licencing اتھارٹی کے تمام ممبران کو ڈرگ انسپکٹر کی پاور دی جائیگی اور یہ ڈرگ انسپکٹر کے فرائض ادا کرتے رہیں گے ۔

جناب والا ! پہلے یہ شکایت سننے میں بھی آتی تھی کہ ڈرگ انسپکٹر دیانتداری سے کام نہیں کرتے اور انکے اختیارات لا محدود ہیں جناب چیئر مین ! نئے قانون میں ڈرگ انسپکٹروں کے اختیارات محدود کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ڈرگ بورڈ اور licencing authorities اور Licencing Board کی اجازت کے بغیر وہ کوئی قانونی کاروائی نہیں کرسکیں گے یہ ان کے اختیارات کے اوپر قدغن لگائی گئی ہے جناب چیئرمین ! پہلے ڈرگ کے قانون کی خلاف ورزی کے لیے کوئی خصوصی عدالتیں یا کوئی خصوصی ٹریبونل ہمارے ملک میں قائم نہیں کیے گئے اور ہماری فوجداری عدالتیں جیسا کہ آپکو معلوم ہے کہ ان میں مقدموں کی بھر مار ہے اور ایک ایک مقدمے کا فیصلہ لینے کے لیے کئی کئی سال لگ جایا کرتے ہیں اور جس وقت کوئی مقدمہ طویل ہو جائے تو ملزم کے بچ نکلنے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں کیونکہ گواہ فوت ہو جاتے ہیں اور انکا حافظہ انکا ساتھ نہیں دیتا اور بعض حالات میں گواہوں کو بھی win over کرلیا جاتا ہے اور عرصہ گزرنے سے انصاف میں تاخیر ہوتی ہے اور انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے جناب چیئر مین ! اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے ہم نے سپیشل ٹریبونل ڈرگ کورٹ کے نام سے قائم کی ہیں تاکہ ڈرگ کورٹ کام کر سکیں اور ان میں سے اس قسم کے چیئرمین اور ممبر نامزد کیے گئے ہیں کہ عام عدالتوں سے انکا معیار بلند ہوگا اور وہ بہتر طور پر قانون اور انصاف کے تقاضے پورے کر سکیں

[Ch. Jahangir Ali]

گے اور ڈرگ کورٹ کا چیئرمین ہائیکورٹ کا ایک کام کرنے والا جج ہوگا۔

اسکے جو ممبران ہونگے وہ دوائیوں کے ماہر ہونگے پروفیسر آف سرجری اور پروفیسر آف میڈیسن ہونگے اور اس قسم کے حضرات کو ورک ٹریبونل میں نامزد کیا ہے دو ورک پورے ہونگے ایک پنجاب بلوچستان اور ایک سندھ بلوچستان کے لیے تشکیل دئیے گئے ہیں اور وہ اپنا کام شروع کرنے والے ہیں جناب چیئر مین ! اس سکیم سے جتنی بھی دوائیاں ہونگی یا جتنی ڈرگز ہم انکو رجسٹر کرتے چلے جائیں گے اور ہم انکی ایک فہرست مرتب کرتے چلے جائیں گے اور اس فہرست کے اندر مرکزی حکومت یہ کوشش کرے گی کہ ہر دوائی کے اجزائے ترکیبی اس کے کنٹینر کا فوٹو اس کی گولی کا سائز ، اس کی گولی کا فوٹو اور کیپسول کا فوٹو اس قسم کی چیزیں جناب والا ! اس کے اندر پروائڈ کردی جائیں تاکہ تجزیہ کرنے یا مقابلہ کرنے میں دقت نہ ہو ایک عام گاھک بھی اس کتاب کو کنسلٹ کرلے یا معلوم کرلے کہ یہ دوائی معیاری ہے یا غیر معیاری ہے یہ درست ہے کہ دوائیوں کو پرکھنے کے لیے ماہرین کی ضرورت ہے مگر پھر بھی محترم خواجہ صاحب جیسے اور مولانا شاہ احمد نورانی جیسے پڑھے لکھے ، جہاں دیدہ تجربہ کار بزرگ آسانی کے ساتھ یہ اندازہ لگا سکیں کہ وہ دوسروں کی راھنمائی فرما سکیں جناب چیئر مین ! ہم نے کوالٹی کنٹرول کا ایک محکمہ بھی قائم کیا ہے دوائیوں کا معیار برقرار رکھنے کے لیے ہم گاہے بگاہے سمپلز کے ذریعے دوائیوں کے نمونے لیتے رہیں گے اور ان کو اپنی تجربہ گاھوں میں پرکھیں گے اور انکا تجزیہ کرتے رہیں گے اور جرم کے مرتکب لوگوں اور بدعنوانیاں کرنے والے لوگوں کا محاسبہ کرتے رہیں گے اور صوبائی حکومتوں کے لیے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے لئے ایک لیبارٹری قائم کرے اور دوائیوں کا تجزیہ کرنے کا مناسب بندوبست کرے جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ ہم نے کوالٹی کنٹرول کی ذمہ داری دواساز اداروں کے اوپر ڈالی ہے یہ ذمہ داری صوبائی حکومتوں کے لئے ہی نہیں بلکہ دوا ساز اداروں کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ کوالٹی کنٹرول برقرار رکھے اور معیاری دوائیاں ہمیں بنا کے دیں ان کے پاس اچھی امتحان گاہیں اور تجربہ گاہیں اور تجزیہ گاہیں اور انکے پاس اچھی لیبارٹریاں ہوں جنکے ذریعے اچھی اور معیاری دوائیوں کا تجزیہ کیا جا سکے اور ہم قوم کو اور مریضوں کو مطمئن کر سکیں گے اور گذشتہ نقائص سے پاک ہوں گی ، ادویات کی قیمتیں مناسب

ہوں اور ان کا تقرر کریں گے ۔

جناب چیئرمین ! اسکیلئے پریس کنٹرول کا انتظام کیا گیا ہے تاکہ دواساز ادارے اپنی من مانی قیمتیں نہ وصول کر سکیں انکو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی بلکہ بدعنوانیاں پہلے دواساز اداروں میں ہیں اگر ایک کنٹینر کی ایک شیشی کی قیمت مقرر کی جاتی تھی تو وہ کنٹینر بنا نا بند کر دیتے تھے یا پانچ کنٹینر کا کام شروع کر دیتے تھے یا سات کیپسول کا کنٹینر بنانا شروع کر دیتے تھے اور اس طرح سے وہ قانون کی گرفت سے بچنے کی کوشش کرتے تھے ، موجودہ قانون نے لوگوں کو اس قسم کے چور دروازوں کو بند کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جس وقت جناب خواجہ صاحب اپنی ترامیم ہاؤس میں پیش کریں گے اور جب ان کا معقول جواب دیں گے اور ان کا اندیشہ دور کریں گے تو انشا اللہ تعالیٰ ان کو دور کرنے کا بندوبست کر دیا گیا ہے ، مجھے امید ہے کہ خواجہ صاحب اپنی تقریر میں پریس نہیں کریں گے جن ترامیم کا جواز نہیں ہوگا ۔

جناب والا ! دوائیوں کی قیمتوں کا ذکر کیا جا رہا تھا ، ہر دوا ساز اپنی دوائی کا ایک نمونہ بنا کر مرکزی حکومت کو بھیجے گا اور مرکزی حکومت اس کے اندر اجزائے ترکیبی جو اس میں دی گئی ہوں گی ان کی قیمتوں اور ان کی مقدار کا جائزہ لینے کے بعد ماہر دوا ساز کے ذریعے ، ماہر فارمسسٹس کے ذریعے ان دوائیوں کی قیمت بھی مقرر کرے گی اور مناسب منافع بھی دوا ساز کا حق ہے اس کا خیال رکھا جائے گا اور جناب والا ! یہ فضول اشتہار بازی سے اور جو بڑی بڑی بوتلیں اور نمونے ڈاکٹروں کو ڈسپنسریوں میں دیئے جاتے تھے جناب چیئرمین ! ہم نے وہ سیمپل سازی ، اشتہار بازی بھی بند کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ پبلیسٹی پر جو اتنا پیسہ خرچ ہوتا تھا وہ سارا ایک عام گاھک کی جیب میں سے نکالا جاتا تھا لہذا حکومت غیر صحتمند اشتہار بازی کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہے اور جناب والا ! اپکو یہ سنکر خوشی ہو گی کہ ملک کے ہر طبقے نے اس قسم کے اقدامات جو نئے ڈرگ قانون کے تحت یہ حکومت کر رہی ہے بہت تعریف کی گئی ہے ۔ اخباروں میں بھی اس قسم کے اداریے چھپے ہیں اور ہمیں بھی کئی تعریفی لیٹر موصول ہوئے ہیں جن میں ہماری اس اسکیم کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے اور تعریف کی گئی ہے ۔ جناب چیئرمین ! پہلے ہمارے ملک میں دواسازی کے میدان میں ریسرچ کرنا ضروری نہیں سمجھا جاتا تھا اور باہر کی کمپنیاں وہاں کی دوائیں اس ملک

[Ch. Jahangir Ali]

میں لا کر فروخت کرتی تھیں اور ہمارے دوا ساز ان کی نقالی کرتے تھے اور نقالی کرنے میں تو ماہر تھے اور کوئی امپرومنٹ نہیں کی بلکہ ریسرچ کرنے کے اہل نہیں تھے اور پہلے حکومت کی طرف سے بھی اس جانب کوئی توجہ نہیں دی گئی تھی -

جناب چیئرمین ! اب ہم نے ریسرچ کا بندوبست کیا ہے اور دوا سازی کے میدان میں بڑی اچھی تجاویز کی ہیں ہم نے ہر دوا ساز ادارے کے اوپر یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ اپنے منافع کا ایک خاص فیصد اس ریسرچ فنڈ میں دیا کریں تاکہ ملک ریسرچ کے میدان میں ترقی کی منازل طے کرے جو تمام دوسرے ممالک کر رہے ہیں جناب والا ! سیل کے سلسلے میں، جو صوبائی حکومتوں کے اختیارات تھے اور جو صوبائی حکومتوں کے حقوق تھے ان کو بر قرار رکھا گیا ہے مرکزی حکومت نے ان کے اوپر متجاوز ہونے کی کوشش نہیں کی ان کو پورا اختیار ہے وہ اپنے ڈرگ انسپکٹر قائم کرسکتے ہیں اپنی لیبارٹریاں قائم کریں اور بڑے انسپکٹروں کے ذریعے کوالٹی کنٹرول کو بہتر بنائیں جناب والا ! ڈرگ عدالتوں کے ذریعے وہ انصاف میں دیر اور اندھیر والا معاملہ طے ہوگا اب یہ عدالتیں صرف دوا ساز ڈرگ قانون کی خلاف ورزی کے مقدمات سنیں گی اور نمٹایا کریں گی اور ہمیں امید ہے کہ انشاءاللہ العزیز زیادہ مقدمات عدالتوں کے سامنے نہیں آئیں گے کیونکہ ہمارے ڈرگ آرڈیننس کو دوا سازوں نے بھی اچھی سپرٹ کے ساتھ قبول کیا ہے اور وہ اپنے اپنے طبقوں میں کوشش کریں گے کہ بد عنوانیاں دور کریں اور اس قانون کے بادی النظر میں ایک بڑا سخت گلو گیر قسم کا قانون نظر آتا ہے اور مجھے امید ہے کہ ڈرگ عدالتوں میں جن میں واقعی مثالی سزائیں رکھی گئی ہیں کہ لوگ ان سے عبرت حاصل کریں گے اور اسی قسم کی بدعنوانیاں رک جائیں گی اور دوا سازی کے میدان میں انشاءاللہ العزیز کامیابی ہوگی جناب چیئرمین ! ڈرگ قانون کی خلاف ورزی کے جرم میں جہاں قید بامشقت سزائیں دی جائیں گی اور جرمانے بھی کئے جائیں گے اس کے ساتھ ساتھ دوا سازی کے لائسنس درآمد و برآمد کے لائسنس بھی نیجیتہ منسوخ کر دیئے جائیں گے اسلئے مجھے یہ پوری امید ہے کہ لوگ ایک قانون کی زد سے بچنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے جرم کا ارتکاب کرنے پر جناب چیئرمین ! عبرتناک قسم کی سزائیں دی جائیں گی تا کہ بار بار اس جرم کا اعادہ نہ کریں بورڈوں کے خلاف اور ڈرگ عدالتوں کے خلاف اپیل کا پروزیژن

رکھکر کر بھی انصاف کے میدان میں ہم نے ایک اچھی پالیسی اختیار کی ہے اگر کسی کو ٹریبونل سے سزا ہو جائے تو اس کو اپیل کرنے کا حق رسی حاصل کرنے کا حق ہے -

جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا یہ ڈرگ ایکٹ ۱۹۷۶ء اور بل جو ہے یہ بڑا صحت مند اور اسم بامسمیٰ قسم کا قانون ہے میں تمام دوستوں سے اور فاضل ممبران سے گزارش کروں گا کہ اس کو پاس کرنے میں زیادہ تاخیر اس لئے نہ کریں کہ قومی اسمبلی میں جتنی ترامیم کر دی گئی ہیں جو کہ صحت مند قسم کی ترامیم ہیں وہ اس وقت تک اس قانون کا حصہ نہیں بن سکتیں جب تک کہ یہ بل جس شکل میں قومی اسمبلی سے منظور ہو کر آیا ہے - یہاں اس ہاوس کے فاضل ممبران بھی اس کو منظور نہ کر دیں - ورنہ جو ڈرگ آرڈیننس ہے وہ نافذ ہے - قومی اسمبلی کی ترامیم ابھی تک اس قانون کا حصہ نہیں بن سکی ہیں - ان الفاظ کے ساتھ میں گزارش کروں گا کہ اس کو جلد از جلد منظور کیا جائے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب -

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں نے محترم وزیر مملکت صاحب کی ابتدائی تقریر نہایت توجہ سے سنی ہے - اس میں انہوں نے بعض باتیں کام کی ہیں - اگرچہ میں ان کا تذکرہ بعد میں کروں گا لیکن جس بات کا انہوں نے تذکرہ نہیں کیا میں چاہتا ہوں کہ ان کی طرف میں محترم وزیر مملکت کی توجہ دلاؤں -

جناب چیئر مین ! قوموں کو اچھی زندگی گذارنے کے لئے یقیناً ان کا تعلیمی تربیت حاصل کرنا لازمی ہے اور اس تربیت کے لیے حکومت وقت پر یہ لازم ہے کہ وہ نہ صرف تعلیم کا مناسب انتظام فرمائے بلکہ انتظام ایسا ہو جو کہ قوم کی روحانی اور مادی ترقی کا باعث بن سکے - اس طور پر جناب والا ! اس سے کم ضروری نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے ، کہتے ہیں کہ ایک صحت مند دماغ کے لیے صحت مند جسم کا ہونا ضروری ہے - اگر صحت مند جسم نہیں ہو گا تو صحت مند دماغ کبھی نشونما نہیں پا سکے گا - اس لیے تعلیم سے بھی کہیں زیادہ ضروری قوم کی صحت کا خیال رکھنا چاہیئے - مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ساڑھے چار سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی ارباب اقتدار نے صحت کے متعلق اپنی پالیسی کی آج تک وضاحت نہیں کی - زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم صحت کے میدان میں چند تجربات کر رہے

[Ch. Jahangir Ali]

ہیں ۔ اس قوم کو ایک لیبارٹری تصور کر لیا گیا ہے ۔ اسے گنی پگ بنا دیا گیا ہے ۔ کبھی اس کے لئے ڈرگز جنرک نیمز ایکٹ کی صورت میں ایک نسخہ تجویز کیا جاتا ہے اور کبھی یہ زیربحث نسخہ جس کے متعلق ہم بعد میں بات کریں گے ۔ مجھے حیرت ہے کہ وہ ارباب اقتدار جو ڈرگز جنرک نیمز ایکٹ کی تعریف میں رطب‌السان تھے ۔ اس کی تعریف کرتے ہوئے ان کی زبان نہیں تھکتی تھی ۔ معلوم نہیں ، اس قوم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ایک حساب دانی کے نئے فارمولے کے تحت دواؤں کی قیمتوں میں کتنے سو فیصد کمی ہو جائے گی اور جہاں تک ادویات کی قیمتیں مقرر کرنے کا تعلق ہے اس سلسلے میں بھی ان کے وہ گن گنوائے گئے تھے کہ ہمارا خیال ہوتا جا رہا تھا کہ جو کچھ کہا جاتا ہے شاید یہ درست ہو ۔

جناب والا ! پروپیگنڈا ایک مؤثر ذریعہ ہے ۔ اگر ایک بات کو بار بار دوھرایا جائے ، مختلف طریقوں سے دوھرایا جائے مختلف لوگوں کی زبانوں سے دوھرایا جائے اس کا اثر ضرور ہوتا ہے ۔ قوم نے یقیناً یہ سمجھا کہ ملک میں صحت کی پالیسی کی عدم موجودگی کے باوجود جو قانون بنایا گیا ہے وہ اس قوم کے لیے فائدہ مند ہو گا ۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ قوم کی وہ تمام امیدیں موہوم ثابت ہوئیں ۔ نقش برآب ثابت ہوئیں ۔ آج اس بل کی سٹیٹمنٹ آف آبجیکٹس اینڈ ریزنز میں دبے لفظوں میں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے اگرچہ یہ بل خود اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت کی وہ پالیسی جو ۱۹۷۲ء میں نافذ کی گئی تھی چار سال کے تجربے کے بعد اس حد تک ناکام ہوئی ہے کہ خود اس پالیسی کے مصنفین نے اس کی ناکامی کا اعتراف کیا ہے اس لیے وہ قانون واپس لیا جا رہا ہے ، منسوخ کیا جا رہا ہے اس کو دفن کیا جا رہا ہے ۔ اس لیے میں اس کے متعلق زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا ۔ جو بات میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ نہ صرف صحت کے میدان میں بلکہ مجھے تو بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں ہماری حکومت تجربے کرنے میں مصروف ہے اور کوئی واضع نصب‌العین کوئی واضع پالیسی کوئی متعین راستہ ان کے سامنے نہیں کہ جس کے متعلق ہم یہ گمان کر سکیں کہ اس راستے پر چل کر ہم اپنے مقصود کو پالیں گے ۔ میں ان شکوک و شبہات کا ذکر اس لیے کر رہا ہوں کہ ان تلخ تجربات کے بعد ہم یہ باتیں کہنے پر مجبور ہیں اگر ہمارا گذشتہ چار سالہ تجربہ موجودہ تجربے سے بہتر ہوتا اتنا تلخ نہ ہوتا کچھ اس میں مٹھاس بھی ہوتی تو یقیناً ان باتوں کے کہنے میں مجھے قطعاً کوئی خوشی محسوس نہ

ہونی اور آج بھی میں خوشی محسوس نہیں کر رہا بلکہ دکھ بھرے الفاظ میں یہ باتیں عرض کر رہا ہوں۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر: خواجہ صاحب میں قطع کلامی تو نہیں کرنا چاہتا۔ ساڑھے سات منٹ ہو چکے ہیں میں چاہتا تھا کہ بل کے بارے میں بات ہو جائے۔

خواجہ محمد صفدر: جناب والا! فرسٹ ریڈنگ ہے۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر: میری گذارش یہ تھی کہ اس بل کے بارے میں بھی کچھ گفتگو فرمائیے۔

خواجہ محمد صفدر: بل کے بارے میں سارا کچھ کہا جائے گا۔ یہ تو تمہید ہے۔ جناب والا! اگر صحت کے متعلق ایک مربوط پالیسی اس قوم کے سامنے پیش کی جاتی تو میں اسے اس معیار پر پرکھتا کہ ہمارے ملکی طریقہ علاج کو کس حد تک اپنایا گیا ہے۔ جناب والا! ابھرتی ہوئی قومیں بلکہ جو قومیں اب ابھر چکی ہیں انہوں نے صدیوں پرانے طریقہ ہائے علاج کو اپنایا ہے اور آج یہ صورت حال ہے کہ وہ صدیوں پرانے متروک طریقہ ہائے علاج قوم میں جان پڑنے کے بعد خود جاندار بن گئے ہیں آج دوسری قومیں اسے اپنانے کے لیے مجبور ہیں۔ چین کا طریق علاج جس کو ریکو پنکچر کہتے ہیں۔ آج ہر ملک میں رائج ہو چکا ہے اس کی سائنٹیفک دلیل تو شاید کسی کے پاس نہ ہو۔ اس کا سائنٹیفک پس منظر شاید کسی کے پاس نہ ہو سکیں۔ جو علم روائیتاً سینہ بہ سینہ چینی ماہرین کے پاس آتا رہا آج اس طریق علاج کو بروئے کار لا کر نہ صرف چینی عوام بلکہ دنیا بھر کے عوام اس سے استفادہ کر رہے ہیں کیا اسی طور پر ہم اپنے ملک کے قدیم طریق علاج جو کہ بہت حد تک ہمارے ملک کی آب و ہوا اور اس ملک کے لوگوں کی طبائع کے مطابق ہے۔ میری مراد یونانی طریق علاج سے ہے۔ اگر ہم اس کی سر پرستی کر سکتے۔ اگر ہم واقعی یہ چاہتے کہ اس ملک کے مریضوں اور اس ملک میں بسنے والوں کو جن کی صحت گر چکی ہے یا گر رہی ہے انہیں سستا طریق علاج مہیا کیا جائے جو ان کی معاشی دسترس کے اندر ہو۔ کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ ہم طب یونانی کو فروغ دینے کے لیے کوئی عملی قدم اٹھاتے اور بجائے اس کے کہ ہم کوئی عملی قدم اٹھاتے۔ ہم نے اس بل کے اندر ایک ، دو ، شقیں ایسی رکھدی ہیں جن کے ذریعے

[Khawaja Mohammad Safdar]

طب یونانی جو پہلے ہی دم توڑ رہی ہے ۔ بالکل وفات پا جائے گی ۔

جناب والا ! ڈرگ کی تعریف میں یونانی طب کی ادویات ماسوائے مفردات شامل کر دیا گیا ہے اور جہاں تک مفردات کا تعلق ہے ۔ اس میں بھی ایک شرط سی لگا دی ہے وہ بھی بعض حالتوں میں اس قانون کی زد میں آ سکتا ہے ۔ جناب چیئرمین! میں اس مسئلے کا قطعی کوئی علم نہیں رکھتا کہ ادویہ کو کس معیار پر پرکھا جائے گا لیکن اتنا سمجھتا ہوں کہ مختلف ملکوں میں یا بین‌القوامی دنیا میں بعض فارما کوپیا بنائے گئے ہیں ، جو سٹینڈرڈ سمجھے جاتے ہیں ۔ اس معیار پر کمپاؤنڈ ادویہ پرکھی جاتی ہیں ، مرکبات کو پرکھا جاتا ہے لیکن کیا یہ ممکن ہو گا کہ طب یونانی کے تحت تیار کردہ مرکبات کو کسی طور پر کسی معیار پر پرکھا جا سکے جب کہ اس کا نیشنل فار مولری ۔ یا کسی فارما کوپیا میں کوئی ذکر ہی نہ ہو اور ہو نہیں سکتا۔ ممکن نہیں ہے ہمارے ہاں جو بھی فارما کوپیا وغیرہ تیار ہیں ۔ وہ مغربی دنیا کے مطابق ہیں ۔ مشرقی دنیا کے مطابق نہیں ہیں ۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ محترم وزیر مملکت نے اس بات کا خیال نہیں رکھا کہ بجائے اس کے کہ وہ طب یونانی کو فروغ دینے کے لیے کوئی سعی فرماتے ۔ اس طرف کوئی قدم اٹھاتے ۔ انہوں نے اس طب یونانی کو کچلنے کے لیے اس قانون میں مرکبات کو ادویہ کی تعریف میں لا کر طب یونانی کے راستے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ کھڑی کر دی ہے ۔

جناب چیئرمین ! جہاں تک زیر بحث مسودہ قانون کا تعلق ہے اس میں یہ کہا گیا ہے ۔ کہ ایک نیشنل فارمولری تیار کی جائے گی ۔ اس قانون کے نفاذ کے بعد جہاں تک ممکن ہو سکا ۔ بعینہ یہی الفاظ Drugs (generic names) Act, 1972 میں بھی تھے ۔ چار سال میں نیشنل فارمولری تیار نہیں ہو سکی ۔ قوم سے ایک بہت بڑا وعدہ جس کا شاید محترم وزیر مملکت نے اعتراف فرمایا ہے نہ گذشتہ چار سال میں پورا ہوا نہ آئندہ اس کے پورا ہونے کی توقع ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا ۔

خواجہ محمد صفدر : وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : مولانا آپ کو اس بل کے سلسلے میں اظہار خیال نہیں فرمانا ؟

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جی فرمانا ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : مجھے یہ خیال اس لیے آیا کہ آپ نے جو بات کہی تھی وہ تو آپ نے خواجہ صاحب کی زبان سے کہلوا دی -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : میں وزیر صاحب سے کہہ رہا ہوں -

خواجہ محمد صفدر : اس کے علاوہ جناب چیئرمین ! یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں - کہ جو اندھیر نگری اس ملک میں ادویہ سازی یا ادویہ کی فروخت کے سلسلے میں ہوئی ہے اور جس سے جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں ہمارے ملک اور ہماری قوم کو جو نقصان پہنچا ہے وہ ظاہر و باہر ہے - محترم وزیر صاحب بھی اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں لیکن یہ محض ادویہ سازی اور ادویہ فروشوں کی کار کردگی نہیں ، یہ ہمارے اس experts کی جو اس مسئلے میں حکومت کے مشیر ہیں ان کا بھی اس میں بہت بڑا حصہ شامل ہے - ان کی کارکردگی یا عدم کارکردگی کی وجہ سے ملک کو یہ عظیم نقصان پہنچا ہے - لیکن محترم وزیر صاحب نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا - جنھوں نے حکومت کو یہ غلط مشورے دیئے جنھوں نے غلط قسم کی ادویہ کے لیے ادویہ سازوں کو اجازت نامے دیئے - جنھوں نے یہاں غلط اور جعلی ادویہ کو فروخت کرنے کی اجازت دی - کیا پہلے یہاں محکمہ صحت نہیں تھا - یا کیا پہلے ادویہ سازی اور ادویہ کو فروخت کرنے کے متعلق کوئی قانون نہیں تھا ، اگر تھا تو وہ تمام چھوٹے بڑے آفیسر جو اس کام کے ساتھ وابستہ تھے ، یا جن کے فرائض میں یہ امور شامل تھے کہ وہ قوم کے لیے بہترین ادویہ تیار کرنے پر ادویہ ساز اداروں کو مجبور کرتے ، اور ادویہ فروخت کنندگان کو بھی مجبور کرتے کہ وہ درست قسم کی ادویہ عوام کے ہاتھوں فروخت کریں انہوں نے کیا کارگزاری کی - اگر ان کی کارگزاری کا یہ حال ہے جیسا کہ وزیر مملکت صاحب نے ابھی ارشاد فرمایا تو پھر ان کے لیے کیا سزا تجویز کی گئی ہے یا کیا یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ سابقہ پالیسی جو ہے وہ ناکام رہی ہے اور ہم اس کے تدارک کے لیے نئی پالیسی لا رہے ہیں اس پالیسی کے جو لوگ ذمہ دار ہیں جنھوں نے وہ سکیمز تیار کی تھیں یا اس سکیم پر عمل درآمد کراتے تھے - یا جن لوگوں کے سامنے تمام احتجاج اور شور و غوغا کی موجودگی میں غیر معیاری دوائیں بک رہی ہیں اور بن رہی ہیں - ان کو کیا سزا

[Khawaja Mohammad Safdar]

دی جا رہی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اگر ان سے کوئی باز پرس نہیں کرتی تو آئندہ بھی مجھے ڈر ہے کہ آئندہ بھی وہی حال ہوگا۔ جو کہ سابقہ چار ساڑھے چار سالوں میں ہوا ہے۔ جب محاسبے کی قوت کمزور ہو جائے۔ تو وہ لوگ جو قانون شکنی کرنے میں یا قانون شکنی کی امداد کرنے میں دیدہ دلیر ہو چکے ہوتے ہیں وہ پھر اس کام سے باز نہیں رہ سکتے اگرچہ پریس میں یہاں تک کہا گیا تھا اور یہ بات متعلقہ وزیر صاحب کے لیے باعث عزت ہوتی کہ وہ اس پالیسی جس کے متعلق وہ پریس کے ذریعے اب تک اصرار کر رہے ہیں کہ اب بھی جنرک سکیم کی پالیسی جاری ہے تو ان کو چاہیئے تھا کہ وہ مستعفی ہو جاتے اور یہ بات ان کے لیے باعث عزت ہوتی اور یہ امر ان کے لیے باعث عزت ہوتا اور اس ملک کے عوام بین الاقوامی دنیا میں اپنا سر اونچا کرکے چل سکتے کہ صاحب ایک پالیسی کی ناکامی پر ایک محترم وزیر صاحب نے اپنی عزت نفس کو برقرار رکھتے ہوئے استعفیٰ دے دیا لیکن افسوس کہ نہ تو وزیر صاحب میں وہ عزت نفس تھی اور نہ ان کے مشیروں میں وہ عزت نفس تھی اور نہ ارباب اقتدار میں وہ عزت نفس تھی کہ وہ ان سب کا محاسبہ کرتے لیکن تینوں گروہ self respect سے عاری اور خالی تھے جناب چیئرمین !

جناب صدارت کنندہ آفیسر: خواجہ صاحب آپ بیس منٹ چونکہ ارشاد فرما چکے ہیں اور اب طے کر لیں۔

خواجہ محمد صفدر: جناب والا ! وہ بات طے ہو چکی ہے میں عرض کرتا ہوں۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر: کتنی دیر تک اور بات کریں گے تاکہ اس کے مطابق۔

خواجہ محمد صفدر: جی وہ بات محترم لیڈر آف دی ہاؤس اور محترم وزیر صاحب سے طے کر لی گئی ہے کیونکہ یہ لمبا بل ہے۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر: اس لیے فسٹ ریڈنگ آج مکمل ہو جائے۔

خواجہ محمد صفدر: کچھ کل باقی کام کریں گے کونکہ پونے آٹھ بجے تک یہ ایوان کام کر رہا ہے کیونکہ کچھ دوستوں نے کوئی اور بھی ضروری کام کرنا ہے۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : وہ بھی سلسلہ ہے -

خواجہ محمد صفدر : جی میں نے اشارۃ عرض کیا ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اور درمیان میں مغرب کی نماز کے لیے بھی وقفہ بہر صورت ہونا ہے تو ان باتوں کے پیش نظر میں یہ جاننا چاہوں گا کہ آپ کتنی دیر . . .

خواجہ محمد صفدر : بس وہ بات ان سے طے ہو چکی ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : نہیں خواجہ صاحب میں اپنے طور پر جاننا چاہتا ہوں کیونکہ میں اس میں فریق نہیں تھا کہ آپ کی گفتگو کتنی دیر اور جاری رہے گی -

خواجہ محمد صفدر : پندرہ منٹ اور گفتگو کروں گا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : نہیں دس منٹ میں -

خواجہ محمد صفدر : چلو دس منٹ سہی -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میں چاہتا ہوں کہ فسٹ ریڈنگ مکمل ہو جائے کیونکہ مجھے یہ احساس ہوا کہ کچھ دوست ادھر سے بھی اظہار خیال فرمانا چاہتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کو بھی کچھ وقت مل جائے -

خواجہ محمد صفدر : میں چاہتا ہوں کہ انہیں بھی تقریر کرنے کا موقع مل جائے جناب چیئرمین ! مجھے ڈاکٹر صاحبان کی موجودہ روش پر بھی اعتراض ہے کہ ہم نے ڈاکٹر صاحبان کو عوام کو لوٹنے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور یہ سارا قانون دوا سازی اور ڈرگ کے متعلق ہے اور اگر یہ ایک comprehensive قانون ہوتا جس میں ڈاکٹر صاحبان پر بھی کوئی پابندی کوئی professional پابندی کوئی اخلاقیات کی بنیاد پر پابندی جسے professional ethics کہتے ہیں اگر لگا دی جاتی تو اس مسودہ قانون کی صورت بہتر ہو سکتی تھی جب کہ اس موجودہ قانون کو ایک comprehensive اور ایک جامع قانون بنانا مقصود ہوتا لیکن اس کا تعلق محض دوا سازی اور دوا فروشی سے ہے اس لیے میں یہ request کروں گا کہ اگر اس قانون کو جامع قانون نہیں بنایا جا سکتا تو اولین فرصت میں ایک جامع پالیسی کا اعلان کیجئے جس میں ڈاکٹر صاحبان

[Khawaja Mohammad Safdar]

پر بھی کوئی نہ کوئی قدغن ہو غیر ضروری میں نہیں چاہتا لیکن جو internationally accepted professional ethics ہے اور اس حد تک مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ڈاکٹر صاحبان اس سے عاری ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ دراصل قوم انحطاط کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے اور ڈاکٹر صاحبان کا بھی قصور نہیں ہے وہ بھی ہمارے معاشرے اور سوسائٹی کا ایک حصہ ہیں اور ہم میں سے ہر ایک پیسے کے پیچھے دوڑ رہا ہے خواہ وہ ڈاکٹر ہوں خواہ وہ کسی اور طبقے سے تعلق رکھتے ہوں -

جناب چیئرمین ! اب میں دو باتیں اور عرض کروں گا اور پہلی بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ موجودہ ارباب اقتدار یا حکومت اپنے آپ کو عوامی حکومت عرف عام میں کہتے ہیں لیکن عملی طور پر نہ ان کا تعلق عوام سے ہے اور نہ یہ عوامی ہیں آپ اس قانون کو دیکھ لیجئے دراصل اس بل کو دراصل ایک فقرے میں describe کروں تو It is a Bill of committees and Boards اتنی کمیٹیاں اور بورڈ ہیں کہ ہر ایک کلاز میں بورڈ علیحدہ بنا ہوا ہے اور کہیں کوئی رجسٹریشن بورڈ ہے کہیں کوئی کمیٹی ہے اور کہیں کوئی کمیٹی ہے اب کسی کمیٹی یا بورڈ میں کسی عوامی نمائندے کو شامل نہیں کیا گیا تعلق عوام سے ہو مثال کے طور پر دوا فروش ادارے جو بڑے بڑے ادارے ہیں ان کی associations ہیں تو ان سے تعلق رکھنے والے کوئی نمائندے کسی بورڈ میں ہوتے تو شاید میں کہتا کہ اس میں عوامی صورت حال پیدا کی گئی ہے اگر کسی کمیٹی میں ہوتے لیکن بالکل نہیں ہیں اور تمام تر انحصار سرکاری ملازموں پر رکھا گیا ہے اور سرکاری ملازم آج کل جو ہمارے ساتھ کر رہے ہیں وہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ ایک ہی قسم کی دوائی اگر تین کمپنیوں نے بنائی ہوئی ہے تو تینوں کی علیحدہ علیحدہ قیمتیں مقرر کی ہوئی ہیں تو میرے پاس یا محترم وزیر صاحب کے پاس اس بات کا کیا جواز ہو سکتا ہے کہ آئندہ جو قیمتیں مقرر ہوں گی وہ مختلف نہیں ہوں گی یا تینوں دوائیاں ایک ہی معیار کی ہوں گی اور قیمتیں ایک ہی ہوں گی پہلی قیمتوں میں اتنا اتنا فرق ہے کہ تین تین چار چار گنا کا فرق ہے اگر ایک کمپنی کی دوائی کی قیمت تین روپے ہے تو وہی دوائی جو دوسری کمپنی کی تیار کردہ ہے اس کی قیمت تیرہ یا چودہ یا سولہ روپے ہے -

اس نے مقرر کر رکھی ہے اگر دوا ساز اداروں کی ایسوسی ایشن کے نمائندے بھی اس نئے قانون میں ہوں تو وہ پھر ان میں ایک قسم کی rivalry ہوگی آپس میں کاروباری رقابت ہوگی جن سے دوسری ادویات کی کم از کم قیمتیں مقرر ہوں گی اور ایک حد تک مساوی رہیں گی ان میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہوگا اور اگر فرق پڑے گا تو کوالٹی میں فرق ہونا چاہیئے اور اگر کوالٹی میں فرق ہوگا تو ظاہر ہے کہ جو ناقص دوائی ہے اس کو مارکیٹ میں نہیں آنے دیا جائے گا۔

جناب والا! دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ انسپکٹر صاحبان کے اختیارات کے متعلق ہے جو ان کو یہ اختیارات دیئے گئے ہیں کہ وہ گواہ طلب کریں اور لوگوں کو مجبور کر سکیں کہ وہ گواہ بنیں چاہے دن ہو یا رات ہو یا کوئی وقت ہو جب کہ وہ مناسب سمجھیں گے لوگوں کے گھروں میں داخل ہو جائیں گے لوگوں کی دوکانوں میں داخل ہو جائیں گے۔ لوگوں کے کارخانوں میں داخل ہو جائیں گے اور جس چیز پر ہاتھ رکھیں اسے قبضہ میں لے سکیں گے اور جو اشیاء پوشیدہ ہوں اس کے متعلق مالک سے دریافت کر سکتے ہیں کہ صاحب فلاں چیز کہاں رکھی ہوئی ہے اس کو باہر نکالو اور اگر وہ نہیں نکالتا تو اس کے لیے قوت استعمال کر سکتے ہیں یعنی یک وقت وہ مجسٹریٹ کے اختیارات استعمال کریں گے ان کے اختیارات استعمال کریں گے جو کہ ضابطہ فوجداری میں کسی مجسٹریٹ کو حاصل ہیں اور اس صورت میں اس کے ساتھ ساتھ پولیس کے بھی وہ اختیارات جوکہ ضابطہ فوجداری میں پولیس کو دیئے گئے ہیں وہ بھی استعمال کریں گے اور آپ انسپکٹروں کو جتنی زیادہ پاور دیں گے کرپشن اور بددیانتی کے اتنے زیادہ چانسز بڑھیں گے اس لیے ان کے اختیارات کو محدود رکھئے اور ان کے اوپر ایک چیک رکھئے ایک حد مقرر کیجئے ورنہ اگر مجھے یہ اختیار ہے کہ میں کسی شخص کو کسی ایسے جرم میں ملوث کروں یا ماخوذ کروں جس کی سزا پانچ سال یا ایک لاکھ روپے جرمانہ ہے تو ظاہر ہے کہ جس شخص کے ساتھ جائز یا نا جائز طریقے سے ایسا سلوک کروں گا کہ وہ پانچ یا دس ہزار روپے مجھے دینے کے لیے تیار ہو جائے گا اور ڈرگ انسپکٹر کے لیے یہ سونے کی کانیں تیار ہو رہی ہیں اس لیے اس قسم کے اختیارات ڈرگ انسپکٹرز

[Khawaja Mohammad Safdar]

کے پاس نہیں ہونے چاہئیں اور میں محترم وزیر صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے درخواست کروں گا کہ ڈیڑھ صفحہ لمبا جو ان کے اختیارات سے بھرا ہوا ہے اس میں کچھ تخفیف کریں اور جتنے اختیارات کم ہوں گے اتنا ہی یہ مال و دولت کم سمیٹنے کی کوشش کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ شاید ہی کوئی ڈرگ انسپکٹر الا ماشااللہ جسے خدا توفیق دے اس کا کیا کہنا ان اختیارات کے ہوتے ہوئے ان کا غلط استعمال نہیں کرے گا ۔ اگر ڈرگ انسپکٹر کی آسامیوں کو ٹھیکہ پر نیلام میں دے دیا جائے اور وزیر مملکت میری اس تجویز پر غور فرمائیں کہ یہ ٹھیکے نیلام کر دیئے جائیں جیسے کہ کسی پل کو نیلام کیا جاتا ہے تو چھ ماہ سال میں لاکھوں روپے ایک ایک آسامی کے لیے وصول کیے جا سکتے ہیں از راہ کرم اس پر غور فرمایا جائے اور انسپکٹر کے اختیارات کو کم کر دیا جائے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : بالکل ایسا ہی کریں گے ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : مولانا صاحب کیا کوئی ایسی ترمیم آپ نے رکھی ہے ؟

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! صرف ایک بات اور بڑی اچھی بات جس پر کہ عمل نہیں ہوگا کیونکہ ارباب اقتدار اچھی بات پر تو عمل نہیں کرتے بری پر کرتے ہیں ، وہ ہے اشتہار بازی پر پابندی ، ہمارے دیہات ہوں یا شہر کی دیواریں وہ اس قسم کے فحش اشتہاروں سے سجی ہوئی ہیں کہ جن کو دیکھ کر آنکھیں شرم کے مارے جھک جاتی ہیں معلوم نہیں ہمارے معاشرے کو کیا ہوگیا ہے ۔ میں اس بل میں خصوصیت سے اگرچہ آرڈیننس کو جاری ہوئے ایک عرصہ ہوگیا ہے لیکن عمل درآمد کا یہ حال ہے کہ ایسے جنسی اشتہاروں سے چونکہ بڑے فحش قسم کے ہیں ان سے دیواریں سجی ہوئی ہیں ۔ لیکن آج تک عوامی حکومت کے محکموں نے یہ کام نہیں کیا ۔ وہ کریں ہی کیسے کیونکہ اس پر تو خرچ ہوگا یعنی وہ اشتہاروں کے مٹانے اور سفیدی کرنے میں خرچ ہوگا اس لیے ارباب اقتدار تو وہی کام کریں گے کہ جہاں سے آمدنی حاصل ہو خرچ کی طرف کیوں جائیں تو جناب والا ! مجھے خطرہ ہے کہ اس بل کے اچھے پہلو پر عمل نہیں ہوگا ۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ چار سال کے بعد پھر ہمیں بتایا جائے گا کہ ہماری یہ پالیسی ناکام ہو گئی ہے ۔ تو میں یہ درخواست کروں گا کہ اس قانون کی اصلاح اور اس کی

بہتری کے لیے میں چند تجاویز پیش کروں گا ہم جانتے ہیں کہ اس وقت اشد ضرورت ہے کہ اس قسم کے قانون کی کہ وہ سخت گیر بھی ہو اور انصاف کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا جائے ۔ یعنی دوا سازوں اور دوا فروشوں پر نا جائز سختی نہ کی جائے لیکن جب گناہ ثابت ہو جائے وہ چاہے کوئی بھی ہو اس پر رعایت نہ برتی جائے ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : شکریہ ۔ اب میرے خیال میں وقت کا تعین کر لیں کیونکہ پونے آٹھ بجے تک فرسٹ ریڈنگ کو ختم کرنا ہے ۔

جناب قمرالزمان شاہ : جناب میرا خیال ہے کہ فرسٹ ریڈنگ مغرب کی نماز سے پہلے ختم کرنی پڑے گی ۔ کیونکہ مغرب کی نماز کے لیے سات بجے سے ساڑھے سات بجے تک وقفہ ہو جائے گا اور باقی پندرہ منٹ رہ جائیں گے ان پندرہ منٹ میں کیا ہوگا ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اگر وزیر صاحب فرسٹ ریڈنگ کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو گفتگو کو محدود کر سکیں گے ۔

جناب قمرالزمان شاہ : جناب پونا گھنٹہ تو خواجہ بولے ہیں ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب نے اور منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے اب جو باتیں رہ گئی ہیں، ظاہر ہے ان پر آگے چلا جائے گا ۔

Mr. Qamaruz Zaman Shah : Sir, I think this Bill has come as a sigh of relief to the nation. I congratulate the Government and the Ministry concerned for taking this bold step. I assure you that this Bill had not only put the doctors and the patients in dilemma—the previous situation I mean to say had put the doctors and the patients both in dilemma. It had really perplexed the nation as to what is going to be its future. So, Sir, this is a very right and timely action that has been taken. Unfortunately this curse of becoming overnight rich has fallen on our nation ever since its inception and when it comes to earning money people can go to any length. I think adulteration of drugs is a worst crime-it is the worst of the worst crimes that one can think of.

Sir, I will not go far beyond in earlier days of this country but I remember that during the second Martial Law an investigation was conducted in the city of Hyderabad Sind, from where I come, and it was found that 50 % of the drugs in the city that were being sold were either fake or sub-standard. That most of the tablets were made out of chalk, the capsules contained gram powder and the injection ampules contained

[Mr. Qamaruz Zaman Shah]

water, not even distilled water. Nothing was done then. A couple of people were tried, some were convicted, some were let off. The law was so defective that I wish Khawaja Sahib was here to learn as to what could the Inspector do. In most of the cases the people were let off because the whole procedure was cumbersome. The Inspectors did not have the power to call any people, to go and seal his machinery. They did not have the powers to confiscate the things or seal the shop or seal the premises. The result was that enough proof was not available inspite of the fact that the facts came to light that 50% of the drugs were either fake or sub-standard. Sir more than 50%, in certain cases even 70%, was paid as commission. Well, if any pharmaceutical company was to manufacture the drugs and on their sale price give 70% as commission and other things to the drug stores and the agents, and out of the remaining 30% keep at least half as their own profit, then you can well understand how much of it have they really put on the drug.

Sir, when this Government took over as the fulfilment of one of the promises to the nation it really wanted to bring down prices, simplify the procedures and introduce a system which could be easily understood-name the drug which could be understood by the common man. Sir, you would very clearly recall that at the time when Generics Bill was being introduced or the Ordinance was to come, the pharmaceutical companies came and offered to sell the drugs at 50 % of the prices. Sir, why was that offer made ? If everything was all right before the Generics Act, if everything was fine, if those great and big companies about which we were shedding tears that they have left the country, if those companies were really fine and were manufacturing the drugs at the absolute standard and were selling it at a nominal profit, why were they ready to reduce the prices immediately by 50 %? Has any one tried to understand that ? Well, we did not accede to that, because we knew that even under that so many things were concealed.

Sir, the day the Generics scheme came, I think every pharmaceutical company and every drug store perhaps sat in their corner and took an oath that they will see that this goes a failure. After all if the whole system on one side stands to see that a particular thing goes a failure, I tell you that the best possible government machinery could not improve it. I will give you, Sir, examples of first class companies, like Pfizer, like Glaxo, in the world. They were manufacturing 40 drugs, they were supposed to manufacture only 40 drugs, but in this country under the Generics Scheme instead of forty, they started manufacturing 160 drugs. Where is the ethics ? Was not that only to see that this scheme goes a failure. Glaxo, which is competent to manufacture only 60 drugs, had started manufacturing 140 drugs, and all other bogus companies sprang overnight, and in order to see that this scheme goes a failure at their backyard, started making fake medicines.

Sir, the same drug which was being manufactured by a better company with the same kind of label, same print of name, same colour of packet, but the drugs were being sold at much cheaper prices and a lot of commission was being given. The drugs were manufactured under unhygienic conditions. It became a dilemma for the doctor whether his diagnosis of the patient is wrong or whether he has diagnosed correctly, but the drug he had chosen was not potent. It became a dilemma

for the patient in his serious condition whether the drug he has taken is a real drug or a fake one.

Sir, there is an old saying : 'jis dawa main ap ko yaqeen naheen us say apko shifa naheen hogi'. Then how could it be effective. The dilemma was also for those smaller good drug stores who wanted to sell only the genuine medicines. They were not sure whether the manufacturer supplied genuine drugs or not, or whether the wholesale r mixes with it.

Sir, I can tell you that drugs were being manufactured by companies whose address was given Post Box No. so and so, Lahore. Have you ever heard of a thing like that ; all kinds of things ? Why ? What was wrong with the generic name. Sir, there was a deliberate attempt on the part of these institutions to see that it goes a failure.

Khawaja Mohammad Safdar : Government has condemned it already.

Mr. Qamaruz Zaman Shah : I am not defending it. What I am trying to say is that there was nothing wrong with the Bill as such, but if everybody feels completely nauseatic about it and was to say that everything about it is wrong and he wants to see that it goes a failure ? Sir, Khawaja Sahib started talking about Unani drugs. Aren't they in their original form ? Do not people know what are the contents of any unani thing ? Don't I know what are the contents of a 'joshanda ?' So, if those things were taken in a correct spirit it would be all right. Presently the Health Department have conducted a survey and asked these big pharmaceutical companies to bring their balance sheets and the audited accounts. I really congratulate them for that and for having done a thing like that, otherwise they would not know that their profits have doubled and in some cases even gone four times today than they were before the Generic scheme, which means that even these big and renowned pharmaceutical companies have started indulging in unhealthy practices. Now, how can you blame the Government for it ? How can you blame the particular enactment for it ? The enactment was brought with all the sincerity, but when everybody wants to see that it goes a failure it is a different thing. Already the Government have said, 'O. K, here is a challenge; we are ready to accept it, and we are going to bring in strong enactment, and now we will see how you do it.' That is the enactment which is being brought now. This is the Bill which is really going to bring in quality control on drugs. Previously, Sir, it was so difficult to check because the formulas of these companies were kept strictly secret. They said, that 'it was their trade secret.' Now when you catch hold of somebody selling drug the original company would try to defend him because then we would be knowing the original formula and because then we would be knowing what are the contents of those drugs because it would no longer be kept secret. Today under this enactment as the honourable Minister has said the department will have all the formulas, will have photographs of everything so that at no stage when they are caught they would be able to circumvent or play up or do jugglery by advocating that the original formula is this and that the percentage of this is low or more. Then, Sir, when we want to bring in any strict enactment, I am sure, Khawaja Sahib will agree that it was high time very strict measures were taken and that very high punishments were

[Mr. Qamaruz Zaman Shah]

awarded, and that this curse is removed from the nation. For that you have got to give powers.

Sir, you have been a lawyer yourself and you know that when a Drug Inspector receives an information or even on his own account goes to a drug store then, according to Khawaja Sahib, he does not have powers to ask the store keeper to produce certain drug or medicine or some tablets which he had hidden in the back room and which he had sold to the customer only an hour back. If he does not have those powers, how will he do it ? After this enactment those drug stores will be keeping those drugs in the open under the glass windows, and they will not be kept hidden in the back rooms. Therefore, the Drug Inspector must have the power to tell them that, 'two hours back you sold this drug to 'A'. Please produce the remaining here otherwise I will walk in and search it out'. And for the search, Sir, if he does not have two people to stand as 'mashirs', then how that search will be proved in the Court of Law. Therefore, he will also have the power to call two people as 'mashirs' and they will also be present at the search. After he has confiscated he should also have the powers to seal the shop, because if he is not able to seal the shop, the remaining drugs, of which the Drug Inspector has no knowledge, will be removed to other shops, and sold to the nation or the man would be saved out of it.

Lastly, I would mention about Unani thing. Well, there are Unani institutions like the Hamdard Dawakhana which is manufacturing the drugs in the most scientific manner. Nobody is going to catch hold of them, but if unhygienic things are produced, if in the surroundings have flies and dogs moving around and in that (cesspool) somebody is trying to make a mixture then I think it is high time that we get rid of it. On that account I am sure Khawaja Mohammad Safdar will not be advocating the Unani thing.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! نماز کا وقت ہو گیا ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : مسعود صاحب خواجہ صاحب کا کہنا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے - خواجہ صاحب اب بات یہ طے کرنے والی ہے کہ - - -

خواجہ محمد صفدر : دو تقاریر ہوں گی -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : میں بولوں گا اور مسعود صاحب بولیں گے -

جناب کمال اظفر : میں بھی کچھ عرض کرنا چاھتا ہوں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میرے خیال میں راؤ صاحب دس منٹ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جائے - یا یہ ہے کہ کل پر رکھ لیا جائے -

Mr. Kamal Azfar : I think we can meet again at 7.15.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : سوا سات بجے اگر ہم مل سکیں تو ٹھیک ہے -

راؤ عبدالستار : پندرہ منٹ کافی ہیں -

Ch. Jahangir Ali : Mr. Chairman, we can continue upto 8-0

جناب صدارت کنندہ آفیسر : کر لیں گے کر لیں گے ۔ اس طرح کہا تو کورم پورا ہونا مشکل ہو جائے گا ۔ تو سوا سات بجے دوبارہ مل لیں ۔

The House stands adjourned to meet again at 7.15 p.m.

(The House then Adjourned for Maghrib Prayers)

The House reassembled after Maghrib prayers, the Presiding Officer (Mr. Ahmed Waheed Athtar) in the Chair.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ہاں جی سینیٹر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب چیئرمین ! صاحب اس وقت ہمارے پیش نظر اس معزز ایوان کے پیش نظر ڈرگ بل ، ۱۹۷۶ء ہے اس میں سٹیٹ منٹ آف ابجیکٹ اینڈ ریزن میں خود اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ اس سے پہلے جنرک نیمز ایکٹ جو تھا اس کی ناکامی کے سبب اب یہ بل لایا جا رہا ہے اصل میں دوائیوں کے جتنے بھی منصوبے ہیں ، جناب چیئر مین ! یہ قومی منصوبہ صحت کا حصہ ہوا کرتے ہیں اور ان کے ذریعے سے پوری قوم کو ایک ایسی بہترین صحت کی پالیسی دی جاتی ہے کہ جس پر عمل پیرا ہونے کے بعد پوری قوم بین الاقوامی طور پر صحت مند نظر آئے اور اپنی بیماریوں ، اور اس قسم کی پریشانیوں سے دو چار نہ ہوں ۔ اس سے پہلے ۱۹۷۲ء میں جب جنرک دوائیوں کے نام سے منصوبہ پیش کیا گیا تھا اس کے تین مقاصد تھے ۔ ایک تو دوائیوں کی قیمت ، دوسرا غیر ملکی دوا سازوں کا نفع اندوزی کا جال بچھا ہوا تھا جس سے غریب عوام کو نجات دلانا تھا اور نمبر ۳ جو ہے اس میں صحیح دوائیاں لوگوں کو فراہم کرنی تھیں یہ تینوں خصوصی مقاصد تھے جو اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہیں اور کیونکہ میں خود بھی اس زمانے میں قومی اسمبلی میں تھا تو اس پر شیخ صاحب کی تقریر اور بعض دوسرے ساتھیوں کی تقریر سن کر پوری قوم کو یہ تاثر دیا گیا اور یہ مژدہ سنایا گیا کہ یہ بیماریوں کے لئے مسیحا بن کر بل آ رہا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس سے کوئی معتبر نتیجہ

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

برآمد نہ ہو گا اور آج کروڑوں روپے کے قومی سرمائے کے ضیاع کے بعد اور لاکھوں افراد کی صحت سے کھیلنے کے بعد ہم اسی جگہ کھڑے ہوئے ہیں جہاں پہلے تھے بلکہ اس سے بھی بدتر حالت میں ، بنیادی بات دراصل جس کا میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہ ہے کہ دوائیوں کے سلسلے میں ہمیں خود کفیل ہونا چاہیئے تھا - اور خود کفیل ہونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ ساری کی ساری دوائیں - ہمارے ملک میں بہت سی دوائیں بنتی ہیں اگر ہم خودکفیل نہیں ہیں تو اس حد تک بہر حال ہیں جو کہ بڑی بڑی کمپنیاں کھلی ہوئی ہیں اور اکثر و بیشتر دوائیں یہیں سے بنتی ہیں - خود کفیل ہونے سے میری مراد جناب چیئرمین ! یہ ہے کہ ہمارے جو ریسرچ کرنے والے مختلف مقام ہیں جو لیباریٹریز ہیں یہ دوائیں انہی کے نسخوں پر تیار ہوتی ہیں یہیں کی جڑی بوٹیوں کا ان میں استعمال ہوتا ہے سارا خام مال یہیں سے ملتا ہے اور آج تک میں سمجھتا ہوں کہ اس اعتبار سے دواؤں کے سلسلے میں خودکفیل ہونا تو بڑی بات ہے قدم قدم پر بیرونی کمپنیوں نے اس قسم کی گرفت مضبوط کر دی ہے کہ ہماری پوری کی پوری گردن اس میں پھنسی ہوئی ہے - اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے نکل نہیں سکتے - کوئی ایسی تدبیر سمجھ میں نہیں آ رہی - اس پریشانی کے عالم میں کہ کس طرح سے اس سے نجات حاصل کی جا سکے - ہم مختلف تجربات کر رہے ہیں اور اس تجربے میں پہلا قدم جو تھا وہ جنرک تھا اور اس کے بعد یہ دوسرا قدم ہے - ہماری ریسرچ لیباریٹریز کیا کر رہی ہیں اور انہوں نے کیا کارنامہ اس عرصہ میں انجام دیا ہے - بہرحال میں یہ سمجھتا ہوں کیونکہ اس سے کوئی استفادہ نہیں ہو سکا کوئی نتیجہ قوم کےسامنے نہیں، آیا اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ عضو معطل کی حیثیت سے ہیں - برائے نام کہیں کہیں ان کا وجود ہو گا ہماری ادویہ کا جتنا بھی دارومدار ہے وہ سب ادویہ کے ایجنٹوں پر ہے اور جو کہ یورپ میں مستعمل ہے اور جن کی اصل اور بنیاد یہاں پر نہیں ہے اور خام مال بھی جن کے لئے باہر سے فراہم کیا جاتا ہے اور اگر ہم سرمائے کی مجموعی تعداد کا اندازہ لگائیں تو اربوں روپیہ کا سرمایہ بیرونی ممالک کو بیرونی کمپنیوں کے ذریعے سے جا چکا ہے اس سلسلے میں ہندوستان اور دنیا کے مختلف ممالک کو پیش نظر رکھنا ہو گا - بہر حال میں زیادہ وقت نہیں لوں گا وقت کم بھی ہے - زیادہ سے زیادہ ۱۰ ، ۱۵ منٹ کے عرصے میں ختم کر دوں گا ہندوستان کے متعلق ایک رپورٹ میرے مشاهدے سے گزری - میرے پاس اس کا حوالہ موجود

ہے میں اس کا مختصر سا حوالہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ وہ ملک بھی بہرحال ، پڑوس میں ہے اور تقریباً اسی قسم کی مشکلات سے وہاں کے لوگ بھی دوچار ہیں جس قسم کی مشکلات سے ہم دوچار ہیں ۔

The Government of India has estimated that not more than 16 drugs out of 15,000 now being sold in India are necessary to meet the country's bas ic pharmacuetical needs.

صرف سولہ دوائیں انہوں نے ایسی پائی ہیں جن کے متعلق عام خیال یہ ہے کہ وہ وہاں کی ضروریات کے لئے کافی ہیں اور تقریباً میں سمجھتا ہوں کہ یہی صورتحال اس ملک میں بھی ہے ۔ جیسا کہ بعض ذمہ دار افراد سے ملاقات کرنے کے نتیجے میں مجھے معلوم ہوا تھا ہم زیادہ سے زیادہ ان دواؤں پر انحصار کریں جو دوائیاں یہیں بنتی ہیں جن کے نسخہ جات یہیں تیار ہوتے ہیں جن پر ہم نے تحقیقات کی ہیں اور اس تحقیقات کے نتیجے میں ان کے لئے خام مال یہیں سے مہیا ہوتا ہے ۔ تاکہ جہاں کا مرض ہے اور جہاں کا مریض ہے ۔ جس کے لیے قدرتی معیار پر اللہ نے اس ملک کو عطیہ دیا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جا سکے ۔ یہ تو تھیں بنیادی باتیں ۔ ۔ ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بنیادی مقصد اس بل کے ذریعے سے کبھی حاصل نہیں کیا جا رہا ۔ اس میں آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو گا اور میں عزت مآب وزیر مملکت چودھری جہانگیر علی صاحب کا بڑا مشکور ہوں اور ان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اس چار سال کے عرصہ میں لوگوں نے بڑا گھناؤنا کاروبار کیا اور گھناؤنا کاروبار یہ تھا کہ وہ عوام کی صحت سے کھیلتے رہے یہ سب سے بڑا گھناؤنا کاروبار ہے کہ لوگوں کی صحت سے کھیلا جائے اور صرف نفع اندوزی کی غرض سے اور راتوں رات دولت مند بننے کی غرض سے انسانوں کی صحت سے کھیلا جائے ۔ یہ بڑا سنگین جرم ہے اور اس کے لئے جو بھی بد سے بدتر سزا ہو سکتی ہے وہ دی جائے ۔ اس سے کوئی بھی ہوشمند فرد انکار نہیں کر سکتا ۔ لیکن بل میں اس کی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ عزت مآب وزیر صاحب ارشاد فرما سکتے ہیں کہ ہم نے اس میں life imprisonment کی گنجائش رکھی ہے لیکن اس میں بھی لوپ ہول ہے ۔ یہاں کم سے کم سزا پانچ سال ہے اور زیادہ سے زیادہ عمر قید ۔ اب ظاہر ہے کہ کم سے کم سزا حاصل کرنے کے لیے ایک شخص کیا کیا جتن نہیں کرے گا مستحق اس بات کا ہے کہ عمر قید کی سزا دی

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

جائے ۔ میں عزت مآب وزیر صاحب سے عرض کروں گا کہ اس بات پر غور فرمائیں کہ انسانی صحت سے کھیلنے والے قاتل ہیں یہ معاشرے کے وہ مجرم ہیں جن کو قوم کسی قیمت پر معاف نہیں کر سکتی ان قاتلوں کی سزا عمر قید نہیں ہونی چاہئے ان قاتلوں کی سزا کم سے کم ، اگر جج صاحب مناسب خیال فرمائیں تو پانچ سال نہیں ہونی چاہیے ۔ پانچ سال کی سزا حاصل کرنے کے لیے پتہ نہیں وہ کتنے نوٹس کے بنڈل وہاں نذر کر سکتا ہے تاکہ اس کی سزا میں تخفیف ہو سکے ۔ یہ ایک چور دروازہ کھلا رہ گیا ہے ۔ قاتلوں کی سزا یہ ہونی چاہیے کہ ان کو قتل کر دیا جائے ۔ یہ سخت ترین سزا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ مہذب ترین معاشرے میں دی جاتی ہے ۔ یورپ میں بھی دی جاتی ہے اور دنیا کے دیگر ممالک ہیں جن کے نام عزت مآب وزیر صاحب کے علم میں ہیں مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں ۔ بہرحال وہ فاضل وکیل ہیں قانون دان ہیں اور وہ جانتے ہیں ان کے پاس وسائل موجود ہیں کہ یورپ کے مختلف ممالک میں یہ قانون موجود ہے کہ لوگوں کی صحت سے کھیلنے والے افراد جو ہیں وہ معاشرے کے بدترین مجرم ہیں اور وہ قاتل ہیں اور ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو سزائے موت دے دی جائے ۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ یہ گھپلا کرنے کے لیے رشوت کا بازار گرم کرنے کے لیے ان افسران نے ان بقراطوں نے ، جنہوں نے اس کو مرتب کیا ہے ، انہوں نے کھیل کھیلا ہے بظاہر یہ دکھایا گیا ہے کہ دیکھئے صاحب سزا عمر قید دی جا رہی ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ پھر بھی اس میں سزا پانچ سال کی رکھی گئی ہے تو سخت ترین سزا کی میں پرزور اپیل کروں گا اور وہ یہ ہے کہ سزائے موت دی جائے دوسرے نمبر پر یہ بات ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

(مداخلت)

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : آپ یقین رکھیں کہ میں جلد ختم کر رہا ہوں ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : آپ نے اس انداز سے سخت ترین سزا کہا کہ میں نے کہا کہ یہ آخری فقرہ ہے ۔ گفتگو ختم ہو گئی ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : ابھی تو تھوڑی سی ہے بہر حال وہ ڈرگ کورٹ جو تشکیل دیا ہے میں اس کی تشکیل سے اختلاف کرتا ہوں آپ

چونکہ قانون دان ہیں اور اس معزز پیشے سے وابستہ ہیں اور عزت مآب وزیر صاحب خود بھی پریکٹسنگ لایر ہیں - اسی طرح آپ بھی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ڈرگ ایکٹ میں ان لوگوں کا تقرر، جو جج بننے کے اهل ہیں، بحثیت چیئرمین کے ان کا تقرر جو ہے یہ اصل میں عدالت عالیہ پر عدم اعتماد کا اظہار ہے - میں ذاتی طور پر اس پر یقین رکھتا ہوں کہ کسی بھی طرح سے اور کسی بھی سٹیج پر عدلیہ پر عدم اعتمار کا اظہار نہیں ہونا چاہیے اس کا وقار اس کی عظمت اس کا تقدس بہر حال برقرار رہنا چاہئے - یہ دو ڈرگ کورٹ ترتیب دیے جائیں گے - چلئے ٹھیک ہے - دو افسر ان میں ایسے ہوں گے جو اپنے فن میں ماہر ہوں گے لیکن اگر جج بننے کا اهل ایک شخص ہے اور اس کو آپ بحثیت چیئرمین منتخب کر لیتے ہیں تو جو شخص پہلے سے جج موجود ہے تو اس پر آپ کیوں نہیں اعتماد کرتے آپ سپیشل عدالتیں ھائی کورٹ کے اندر مقرر کر سکتے ہیں کورٹ آف پروسیجر کے اندر اس کی مثالیں موجود ہیں کہ انگریزوں کے زمانے میں یہ ہوا - عدالت عالیہ سے وہ تقاضہ کیا کرتے تھے کہ فلاں موضوع کے لئے ایک اسپیشل بنچ مقرر کر دیا جائے - ھائی کورٹ کے اندر ڈرگ کورٹ مقرر کردیا جائے اور عدالت عالیہ کے جج کو اس کا سربراہ مقرر کر دیا جائے - تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک ایسا دروازہ ہے جس کے ذریعے سے ہم رشوت کا بازار کھلا رکھیں گے اس کو بند نہیں کر سکتے - اس سے بددیانتی ہوگی - انصاف حاصل نہیں ہو سکے گا - بلکہ انصاف فروخت ہوا کرے گا اس لئے میں محترم وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس مسئلے پر خصوصی توجہ فرمائیں اور اس میں کسی نہ کسی قسم کی ترمیم کی گنجائش نکالیں اور وہ افراد جو اس جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں ان کو ان عدالتوں سے سخت سزائیں دلوائیں جو عدالتیں انصاف کے تقاضے پورا کرنے کے لئے مصروف ہیں - غیر معروف طریقے اختیار کرنے سے معاشرے میں تباہی اور بددیانتی پیدا ہوگی ور ہم اس کا اس بل سے ذریعے سے مداوا نہیں کر سکیں گے - یہ چند مختصر کلمات تھے جو میں نے عرض کرنے تھے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : سنیٹر مسعود احمد خان -

جناب مسعود احمد خان : جناب چیئرمین ! آخری بار برٹش انڈیا میں ڈرگ ایکٹ ۱۹۴۰ میں نافذ کیا گیا بتیس سال تک بلکہ میں یوں کہوں گا کہ پاکستان بننے

[Mr. Masud Ahmad Khan]

کے بعد سے لیکر ۱۹۷۲ء تک کسی بھی حکومت نے علاج معالجے کی بنیادی سہولتوں سے متعلق کوئی قانون پاس نہیں کیا گیا - میرے فاضل دوست خواجہ صاحب نے یہاں یہ بھی فرمایا کہ چار ، ساڑھے چار سال کے عرصہ میں ابھی تک حکومت عوام کو صحت عامہ سے متعلق بنیادی سہولتیں فراہم نہیں کر سکی ، ساتھ ھی انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ عوامی حکومت کہلاتی ہے - جناب والا ! آج کا یہ قانون اس بات کی دلیل ہے کہ عوامی حکومت عوام کی خواہشات کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتی ہے - عوامی حکومت نے اپنے فیصلوں کو اپنی عزت اور وقار کا مسئلہ نہیں بنایا - عوامی حکومت اس لئے عوامی حکومت ہے کہ اس کی جڑیں عوام میں ہیں - عوامی حکومت اس لئے عوامی حکومت نہیں ہے کہ اس نے عوام کی جڑیں کھوکھلی کی ہیں - یا ان عناصر کا ساتھ دیا ہے جنہوں نے عوام اور ملک دونوں کی جڑوں کو کھودا اور ان کو کھوکھلا کیا ہے -

جناب والا ! فاضل وزیر صاحب نے اس بل کی افادیت سے معزز اراکین کو پوری طرح آگاہ کیا ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ اصل میں اس بل کا مقصد یہ ہے کہ معیاری دوائیں عام لوگوں کو مریضوں کو ہسپتالوں میں فراہم کی جائیں - آج تک جو کچھ بھی ہوتا رہا اس کا ہم نے فراخدلی سے اعتراف بھی کیا ہے - میں قمرالزمان شاہ صاحب کے ان دلائل کو دہرانا نہیں چاہتا کہ ان کو objects میں بھی درج کر دیا گیا ہے کہ ہم اس قانون کو زیادہ تر مؤثر نہیں بنا سکے اور اس کی وجہ جیسا کہ خواجہ صاحب نے تقریر میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہم بھی اسی معاشرے کے فرد ہیں اور مشینری میں چاہے ڈرگ انسپکٹرز ہوں یا گورنمنٹ analyst ہوں چاہے ایسے اختیارات اس میں آپ کسی کو دیں مگر ہم اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ ہم اس معاشرے کے افراد ہیں جو لاکھوں روپے کمانے کی غرض سے قوموں کے سودے کر دیتا ہے - جناب والا ! اس قانون میں ان لوگوں کا سدباب موجود ہے - یقینی طور پر رکھا گیا ہے میں لمبی تقریر اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ وزیر صاحب موجود ہیں اور وہ خواجہ صاحب اور نورانی صاحب کے جو دلائل ہیں ان کا جواب دیں گے - مگر میں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ نیک نیتی کے ساتھ ایک ایسی کوشش کی گئی ہے جب کہ پرانی اور پہلی حکومتوں کو اس بات کا خیال بھی نہیں آیا میں کہتا ہوں کہ ۱۹۷۳ء میں اس ملک کو دو آفات آسمانی کا سامنا ہوا آدھے سے زیادہ ملک فلڈز کی نظر ہو چکا تھا اور جناب پوری قوم کو یہ خطرہ بھی

شدت سے لاحق تھا کہ floods ختم ہو جانے کے بعد یہ پورا ملک وبائی امراض کی لپیٹ میں آ جائے گا تو کیا اس حکومت کی پوری مشینری اس وقت حرکت میں نہیں آ گئی ۔ کیا وہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ کسی بھی ایک جگہ کوئی ایسا وبائی مرض پھوٹ نہیں پایا ۔ جیسا کہ آج یہاں کہا گیا کہ عوامی حکومت اس لئے عوامی کہلاتی ہے کہ اس کا سربراہ مملکت اس وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پورے پچیس دن تک اس ملک کے ایک ایک انچ میں پھرتا رہا اور اس نے خود اپنی موجودگی میں ۔ اپنی آنکھوں سے گورنمنٹ Functionaries کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو basic amenities اور دوسری جو متعلقہ ضروریات زندگی ہیں ان کو بہم پہنچائی جا رہی ہیں ، تو جناب میں مبارک باد دیتا ہوں حکومت کو اور محترم وزیر صاحب کو کہ انہوں نے ایک بہتر مثبت اور مستحسن قدم اٹھایا ہے اور ہمیں توقع کرنا چاہئے کہ اس قانون کے ذریعے ان ذخیرہ اندوزوں کو اور مجرمانہ حرکات کرنے والے لوگوں کو جنہوں نے صحت عامہ سے آج تک کھیلا ان کا یقینی طور پر سدباب ہو گا ۔

Mr. Presiding Officer : Senator Kamal Azfar.

Mr. Kamal Azfar : Sir, I am deeply conscious that the House has been detained quite long, and my colleagues also like me to speak very briefly. I was hesitant to take up the time of the House, but since there has been so much interest and a thought provoking debate, I would also like to make a small contribution. Of course, the Minister has excellently presented the reasons behind the Bill. Perhaps the necessity and the usefulness of this Bill is that the prices of 74 drugs manufactured by 17 manfacturers have been reduced between 3% to 30% since the Ordinance was introduced, which is now today before us in the form of the Bill. The prices have gone down from Rs. 190/- per thousand to Rs. 150/- per thousand, which is a voluntary reduction. On the one hand the manufacturers, and I think this speaks volume for the necessity of the Bill which is before the Senate, have reduced the prices, and how they have reduced the prices Senator Qamaruz Zaman has said about that. I would like to say very briefly that as far as the Generic Scheme is concerned that has not been abandoned. I will draw Senator Khawaja Safdar's attention to sub-clause (k) of clause 3 of the Bill in which the generic name has been defined as 'non-proprietary' name, and further it has also been provided in this Bill that so far as single-ingredient drugs are concerned......

Khawaja Mohammad Safdar : I know.

Mr. Kamal Azfar : I draw the attention of Senator Khawaja Safdar to this Provision :

[Mr. Kamal Azfar]

'Single-ingredient drugs shall be registered generally by their generic names while compound drugs shall be registered generally by their proprietary names'.

That is to say that in most cases single-ingredient drugs shall be registered under the generic name.

Another point that I would like to mention in this connection is that arguments have been advanced by Maulana Shah Ahmad Noorani about international exploitation of our society by pharmaceutical companies which are engaged in the manufacture. Many of them although not all of them, are carrying on the racket of the exploitation of the people of the third world, and perhaps this is the only reason why this country got an answer to this problem. For instance, there are companies which are making losses. There is one international company which is making losses for the last 20 years in Pakistan. I asked them whether they were here to sell or on a charitable mission. They must have been providing another service. They supply raw materials to Pakistani concerns, and this aspect lies before the people of the third world. In fact the United Commission for Trade & Development has recommended that the Pakistan's attempt to combat this international exploitation should be followed by other countries of the third world.

Now, Sir, in continuation of this, I would like to submit that where Senator Noorani talks of 160 drugs as the basic requirements of people of this region, then in that case those 160 drugs could not be proprietory. The answer to that would be that we have to find the actual chemical and scientific formulation which was the basis of the original attempt by the Government. Senator Noorani has spoken of the necessity for having the pure drugs that we should have pure drugs and we should punish very severely those who transgress the health of the Nation. On the other hand Senator Safdar has said that these provisions of the Bill are too harsh.

I think, Sir, there is little contradiction in these two approaches, because generally speaking we need stricter enforcement as is provided by the Bill, but more fundamentally, Sir, I would say that what we need to be self-sufficient before we can be self-sufficient in pure drugs, what we need to be self-sufficient is, a civic sense and a sense of social responsibility, a sense of responsibility to the nation. Those who are engaged in the manufacture of these drugs have to raise their consciousness, their special consciousness and without raising that consciousness we will not be able to cross this particular barrier.

Sir, I would not take up too much of the time of the House, but I would like to correct one misapprehension that Unani medicine is somehow eastern and that the allopathic medicine is somehow western. Sir, as we all know the word "Unani" is drived from the word "Unan" which is firstly Greece and it is Greece which is the source of modern civilisation, modern western civilisation. It is Greek thought, Greek philosophy, Greek science, Greek Art which affected the renaissance, which affeceted Europe and which is still today the source of western civilisation. So in that sense it is not eastern, but what we forget is that Greek thought

[Mr. Kamal Azfar]

itself transversed the world of Islam, and it was given to Europe as a legacy from the world of Islam. It was Muslim Philosphers and scienttists and the men of medicines who were teaching in Spain from where Europe itself learnt what is the basis of modern allopathic medicines. We very often forget our own contribution to modern western civilisation and there is no reason why we should reject the allopathic system. It is scientific system, then we have as much a claim over that system as any body else, because the benefits of that system, the contribution to the benefit of that system have been made by us as much as by anybody else. What we need is the sense of science and experiment. If there is something in Unani system which is scientifically correct, which is better for the people, that can be adopted, and if there is something in the allopathic system which serves the health of the nation that can be adopted. We should have that sense of pride and certainly, and self-reliance that we can find a solution. I think, Sir, that this is a bold step, this Bill is a bold step towards finding solution to the problems of the health of the nation. I think you, Sir.

Mr. Presiding Officer : Thank you very much.

چوہدری جہانگیر علی : جناب چیئر مین ! اس بل پر سیر حاصل تبصرہ ہو چکا ہے اور اس بات پر مجھے اطمینان کا اظہار ہے کہ فاضل ممبران نے بل کو پڑھنے اور اس کے اغراض و مقاصد کو سمجھنے اور ان کو appreciate کرنے کی کوشش کی ہے سینٹر خواجہ محمد صفدر صاحب نے اپنی گزارشات میں سب سے پہلے جنرک سکیم پر حملہ کیا تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور اس کو clear کر دینا چاہتا ہوں کہ جنرک سکیم کو ختم نہیں کیا گیا ہے بلکہ جنرک سکیم کو بہتر بنایا گیا ہے جناب والا ! یہ ۳۶ سال کے امراض ہیں اور یہ ۱۹۴۰ء کا ایکٹ ہے جس میں ہم اس وقت ترمیم کر رہے ہیں اور یہ ایک Chronic disease تھی جس کا ہم نے ایک طریقے سے علاج کرنا چاہا اور اب دوسرے طریقے سے علاج کر رہے ہیں جناب والا ! یہ اس عوامی حکومت کی انقلابی پالیسی ہے کہ وہ کسی بات کو اپنے وقار کا مسئلہ نہیں بناتی ورنہ سابقہ حکومتیں جس میں خواجہ صفدر صاحب کی بھی کسی طور پر کچھ نہ کچھ شمولیت رہی ہے وہ اس قسم کے stand لیا کرتی تھیں کہ وزیر اعظم صاحب بہادر کو کسی نے کہا کہ جناب امام الدین کو suspend کرنا تھا مگر اس کی بجائے امام بخش suspend ہو گیا ہے اس نے کہا کہ ہاں غلطی ہو گئی ہے مگر اب تم stand لے لو جناب والا ! ہم نے کبھی stand نہیں لیا جونہی جناب وزیر اعظم پاکستان کو احساس ہوا توں ہی انہوں نے اس جنرک سکیم میں مزید ترمیم کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا اور انہوں نے فوراً حکم دے دیا کہ

[Ch. Jahangir Ali]

اس میں ترمیم کرو اس میں اسی قسم کے بے شمار واقعات ملتے ہیں ہم نے Emmigration Act نافذ کیا تو ہمیں احساس ہوا کہ یہ ایکٹ جو ہے یہ وہ اغراض و مقاصد پورے نہیں کر سکے گا جس کی بناء پر اس کو نافذ کیا گیا ہے اور اس کو واپس لے لیا گیا اسی طرح صحت پالیسی کا اعلان کیا گیا اور تیسرے دن وزیر اعظم پاکستان نے اس کو withdraw کر لیا کیونکہ اس میں مزید improvement کی ضرورت ہے -

جناب والا ! وہ ہمارا انقلابی اقدام تھا اور انشااللہ یہ super انقلابی اقدام ثابت ہو گا اور ان کو جو اندیشے ہیں ان کو ہم غلط ثابت کر کے دکھائیں گے اور ہم اس پالیسی کو کامیابی سے ہمکنار کر کے دکھائیں گے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ خواجہ صفدر صاحب ہمیشہ مایوسی کا شکار نہ رہا کریں اور وہ دن آ رہا ہے جب بہت جلد یہ بھی پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کر دیں گے -

(قہقہے)

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : استغفراللہ -

چوہدری جہانگیر علی : جناب والا ! دوسری بات انہوں نے طب یونانی کے متعلق کہی ہے تو طب یونانی کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس بل کو طب یونانی پر حاوی کرنے کی قطعاً کوشش نہیں کی گئی اور طب یونانی کو حکومت کی سر پرستی حاصل ہے اور Unani Ayurvedic Practitoners Act 1965 ابھی لاگو ہے اور اس کے ذریعے دیسی طریقہ علاج کی سر پرستی کی جا رہی ہے اور ان لوگوں کے ساتھ تعاون کیا جا رہا ہے ریسرچ کے لئے ان کی درس گاہیں قائم کرنے میں اور ان کو ترقی دینے میں موجودہ حکومت پوری طرح کوشش کر رہی ہے اور بہت جلد ہم اس ایکٹ میں ترمیم کرنے کے لئے وہ ایکٹ خواجہ صاحب کے سامنے لا رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ ہمارے اس اقدام کو ضرور appreciate کریں گے جناب والا ! دوسری گزارش یہ کروں گا کہ خواجہ صاحب نے شیخ رشید صاحب کے ساتھ زیادتی کی ہے جو سابقہ وزیر صحت تھے اور ان کے متعلق انہوں نے فرمایا ہے کہ انہیں استعفیٰ دے دینا چاہئے یا یہ کرنا چاہئے تو میں سمجھتا ہوں کہ خواجہ صاحب کے پیشے میں بھی یہ جائز نہیں ہے اور نہ اس ہاوس کے قواعد ہی

اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ کسی آدمی کے پس نشست اس کو criticise کیا جائے جب کہ اس کو جواب دینے کا موقعہ ہی نہیں ۔

جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ یہ ایکٹ آف پارلیمنٹ تھا اور خواجہ صاحب اس Act of Parliament کے ممبر ہیں تو میں خواجہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ خواجہ نے جنرک سکیم کو کالعدم قرار دینے کے لئے یا اس کی تنسیخ کے لئے کون سا پرائیویٹ بل اس ہاؤس میں پیش کیا ہے اور اس کے ذریعے انہوں نے کوشش کی ہے کہ وہ سکیم ناکام ہو چکی ہے اور اس کی improvement کے لئے کوئی کوشش کی یا جدوجہد کی جناب والا ! خود انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ چاہے ممبر اسمبلی ہوں دواساز ہوں یا دوافروش ہوں وہ اسی معاشرے کے فرد ہیں جن کے خواجہ صفدر صاحب ، شیخ رشید صاحب اور جیسا کہ جناب والا ! میں ہوں ہم میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو فرشتہ ہونے کا اعلان نہیں کر سکتا اور اپنے آپ کو فرشتہ قرار نہیں دے سکتا ہمارے علمائے دین میں نہیں سمجھتا ہوں وہ کسی قسم کی بدعنوانیاں کرتے ہیں شاید ان کے متعلق یہ کہا گیا ہے

''چوں بخلوت می روایدآں کار دیگر می کنند''

مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چند بدعنوان لوگوں کی وجہ سے ہم کسی پیشے کو ـ ـ ـ

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب والا ! کار دیگر کا ان کو تجربہ ہوا ہے ۔

چوہدری جہانگیر علی : اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم سارے کے سارے پیشے کی خدمت کریں یا اس کو condemn کر دیں جیسے شیخ رشید صاحب کا یہ حق تھا کہ وہ خواجہ صفدر صاحب کے خیالات کے مطابق مستعفی ہو جاتے تو خواجہ صاحب بھی اس پارلیمنٹ کے رکن ہیں ان کو بھی مستعفی ہو جانا چاہئے تھا اور ان کی تقلید میں شاید میں بھی جناب چیئرمین ! استعفی دے دیتا ـ ـ ـ

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : آپ سے استعفی دلائیں گے ۔

(مداخلت)

چوہدری جہانگیر علی : بہر حال opposition سے آپ کی جان نہیں چھوڑتی

[Ch. Jahangir Ali]

ہے جب تک آپ اس ہاؤس سے استعفیٰ نہ دے دیں آپ کی اپوزیشن کے باوجود اگر ایک قانون قانون بن جاتا ہے تو آپ اس میں برابر کے شریک ہیں your contribution is there آپ اس سے صرف اس صورت میں گلوخلاصی کرا سکتے ہیں جیسے آپ قومی اسمبلی سے استعفیٰ دے کر آئے اسی طرح سے آپ یہاں سے استعفیٰ دے کرچلے جائیں جناب والا ! باقی کچھ باتیں خواجہ صاحب نے ایسی کہی ہیں جو اس بل کے احاطہ سے باہر ہیں خواجہ صاحب نے ڈاکٹروں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ لوٹنے کھسوٹنے میں لگے ہوئے ہیں اور اگر ڈاکٹروں کا طبقہ خواجہ صاحب کے پیشے بارے میں اس قسم کے الزامات لگائے تو میں سمجھتا ہوں وہ الزام بھی بالکل غلط نہیں ہوگا اس لیے ہمیں دوسروں پر الزام لگانے سے پہلے کم از کم اپنے گریباں میں ضرور جھانک لینا چاہئیے یہ حکومت واقعی عوامی حکومت ہے اور اسے عوام کی مشکلات کا بھی احساس ہے اور ان کی دشواریوں کا بھی احساس ہے - اور یہی وجہ ہے کہ اب عوامی حکومت کو عوام کی دشواریوں کا احساس ہے اور یہ حکومت شب و روز ان پیچیدگیوں اور مریضوں کی تکالیف کو دور کرنے اور مسائل کو حل کرنے کے لیے جد و جہد کرتی رہتی ہے اور یہ ہماری انقلابی پالیسی ہے جیسے کہ سینیٹر قمرالزماں شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ۱۹۴۰ء کے بعد کونسی حکومت ہے جس نے صحت کی پالیسی میں کوئی ترمیم کرنے کی کوشش کی ہے ، جو اقدام کئیے ، ہم نے کئیے اگر ناکامی ہوئی یا کوتاھی ہوئی تو جناب والا ! اس پر بھی سٹینڈ نہیں لیا اور اس میں مزید ترمیم کرنے کی کوشش کی - انسپیکٹرز کے متعلق اور ان کے اختیارات کے متعلق انہوں نے جو فرمایا ہے اس کے متعلق سینیٹر قمرالزمان شاہ صاحب بہت اچھی وضاحت دے چکے ہیں - ڈرگ انسپیکٹر کی آسامی کے لیے انہوں نے فرمایا اگر اسے ٹھیکے پر دے دیا جائے تو لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کما سکتی ہے اگر خواجہ صفدر صاحب اس سکیم کی کامیابی کا یقین اس ہاؤس کو دلا سکیں تو میں ان کو ڈرگ انسپیکٹر کا ٹھیکیدار مقرر کرتا ہوں ، کم سے کم اس ہاؤس کو اور قوم کو یقین دلائیں اور جن باتوں کی انہوں نے تعریف کی ہے میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ ہاؤس اس بل کو پاس فرما کر قوم کی ایک بڑی خدمت انجام دے گا -

Mr. Presiding Officer : Thank you very much.

"The question before the House is ;

That the Bill to regulate the import, export, manufacture, storage, distribuaion and sale of drugs [The Drugs Bill, 1976], as reported by the Standing Committee, be taken into consideation ot once."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer : The motion is adopted.

We have completed the first reading. Should we now adjourn the House?

Roa Abdus Sattar : (Leader of the house) : Yes, Sir.

Mr. Presiding Officer : At what time should we meet tomorrow ?

Roa Abdus Sattar : At 9. 30 a m.

Mr. Presiding Officer : The Senate stands adjourned to meet again tomorrow at 9.30 a.m. sharp.

(*Then the Senate was adjourned to meet at half-past nine of the clock in the morning on Tuesday, May 4, 1976.*)